﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14

جمعۃ المبارک19/اکتوبر2007ء

07/شوال1428ہجری قمری ❁ 19/اخاء 1386 ہجری شمسی

شمارہ 42

دین کی حقیقت

آنحضرتﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کسی شخص کا دین اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو اور اس کی زبان درست نہیں ہوگی جب تک اس کا دل درست نہ ہو''۔

(کنزالعمال جلد2صفحہ15۔کتاب الاخلاق من قسم الاقوال باب الامانۃ الاکمال حدیث نمبر5503)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مسیح کا اپنی اُمّت کے لئے مصلوب ہونا اور اُمّت کا گناہ ان پر ڈالے جانا ایک ایسا مہمل عقیدہ ہے جو عقل سے ہزاروں کوس دور ہے۔ خدا کی صفات عدل اور انصاف سے یہ بہت بعید ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی دوسرے کو دی جائے۔

رحمت کے نشانوں سے وہ مومن حصّہ لیتے ہیں جو خدا کے حکموں کے مقابل پر تکبر نہیں کرتے اور خدا کے فرستادہ لوگوں کو تحقیر اور توہین سے نہیں دیکھتے۔

''یہ تو مَیں نے آریہ صاحبوں کی خدمت میں گزارش کی ہے اور مسیحی صاحبان جو بڑی کوشش سے اپنے مذہب کی دُنیا میں اشاعت کر رہے ہیں اُن کی حالت آریہ صاحبوں سے زیادہ قابل افسوس ہے۔ آریہ صاحبان تو اس زمانہ میں یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اپنے پرانے مذہب مخلوق پرستی سے نکلیں اور عیسائی صاحبان اس کوشش میں ہیں کہ مخلوق پرستی میں نہ صرف آپ بلکہ تمام دنیا کو داخل کر دیں۔ محض زبردستی اور تحکم کے طور پر حضرت مسیحؑ کو خدا بنایا جاتا ہے۔ ان میں کوئی بھی ایک ایسی خاص طاقت ثابت نہیں ہوئی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی معجزہ نمائی میں ان سے بڑھ کر تھے اور اُن کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض انسان تھے۔ انہوں نے اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں اور جس قدر اُن کے کلمات ہیں جن سے اُن کی خدائی سمجھی جاتی ہے ایسا سمجھنا غلطی ہے۔ اس رنگ کے ہزاروں کلمات اللہ خدا کے نبیوں کے حق میں بطور استعارہ اور مجاز کے ہوتے ہیں اُن سے خدائی نکالنا کسی عقلمند کا کام نہیں بلکہ انہیں کا کام ہے جو خواہ مخواہ انسان کو خدا بنانے کا شوق رکھتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میری وحی اور الہام میں اُن سے بڑھ کر کلمات ہیں۔ پس اگر ان کلمات سے حضرت مسیح کی خدائی ثابت ہوتی ہے تو پھر مجھے بھی (نعوذ باللہ) حق حاصل ہے کہ یہی دعویٰ میں بھی کروں۔ سو یاد رکھو کہ خدائی کے دعویٰ کی حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے۔ انہوں نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جو کچھ اُنہوں نے اپنی نسبت فرمایا ہے وہ لفظ شفاعت کی حد سے بڑھتے نہیں۔ سو نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پا گئے اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ اور میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دُکھوں سے رہائی پا گئے اور یہ خبریں ان کو پہلے سے دی گئی تھیں۔ اور مسیح کا اپنی امت کی نجات کے لئے مصلوب ہونا اور اُمت کا گناہ اُن پر ڈالے جانا ایک ایسا مہمل عقیدہ ہے جو عقل سے ہزاروں کوس دور ہے۔ خدا کی صفات عدل اور انصاف سے یہ بہت بعید ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی دوسرے کو دی جائے۔ غرض یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ خدائے وحدہ لاشریک کو چھوڑنا اور مخلوق کی پرستش کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے اور تین مستقل اور کامل اقنوم قرار دینا جو سب جلال اور قوت میں برابر ہیں اور پھر ان تینوں کی ترکیب سے ایک کامل خدا بنانا یہ ایک ایسی منطق ہے جو دُنیا میں مسیحیوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ پھر جائے افسوس تو یہ ہے کہ جس غرض کیلئے یہ نیا منصوبہ بنایا گیا تھا یعنی گناہ سے نجات پانا اور دُنیا کی گندی زندگی سے رہائی حاصل کرنا وہ غرض بھی تو حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ کفّارہ سے پہلے جیسے حواریوں کی صاف حالت تھی اور وہ دنیا اور دنیا کے درہم و دینار سے کچھ غرض نہ رکھتے تھے اور دنیا کے گندوں میں پھنسے ہوئے نہ تھے۔ اور ان کی کوشش دُنیا کے کمانے کے لئے نہیں تھی۔ اس قسم کے دل بعد کے لوگوں کے کفارہ کے بعد کہاں رہے۔ خاص کر اس زمانہ میں جس قدر کفارہ اور خونِ مسیح پر زور دیا جاتا ہے اسی قدر عیسائیوں میں دنیا کی گرفتاری بڑھتی جاتی ہے اور اکثر اُن کے ایک مخمور کی طرح سراسر دن رات دنیا کے شغل میں لگے رہتے ہیں۔ اور اس جگہ دوسرے گناہوں کا ذکر کرنا جو یورپ میں پھیل رہے ہیں خاص کر شراب خوری اور بدکاری اس ذکر کی کچھ حاجت نہیں۔

اب میں عام سامعین کی خدمت میں اپنے دعوے کے ثبوت میں کچھ بیان کر کے اِس تقریر کو ختم کروں گا۔ اے معزز سامعین! خدا تعالیٰ حق کے قبول کرنے کیلئے آپ صاحبوں کے سینوں کو کھولے اور آپ کو حق فہمی کا الہام کرے۔ یہ بات آپ کو معلوم ہوگی کہ ہر ایک نبی اور رسول اور خدا تعالیٰ کا فرستادہ جو لوگوں کی اصلاح کے لئے آتا ہے اگرچہ اس کی اطاعت کرنے کیلئے عقل کی رُو سے اس قدر کافی ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ حق حق ہو اس میں کسی قسم کا دھوکا اور فریب کی بات نہ ہو کیونکہ عقل سلیم حق کے قبول کرنے کیلئے کسی معجزہ کی ضرورت نہیں سمجھتی لیکن چونکہ انسانی فطرت میں ایک قوت واہمہ بھی ہے کہ باوجود اس بات کے کہ ایک امر فی الواقعہ صحیح اور سچّا اور حق ہو پھر بھی انسان کو وہم اُٹھتا ہے کہ شاید بیان کرنے والے کی کوئی خاص غرض نہ ہو۔ یا اُس نے دھوکہ نہ کھایا ہو یا دھوکا نہ دیا ہو۔ اور کبھی بوجہ اس کے معمولی انسان ہونے کے اُس کی بات کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی اور اُس کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے اور کبھی شہوات نفسِ امّارہ کا اِس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ گو سمجھ بھی آجاوے کہ جو فرمایا گیا ہے وہ سب سچ ہے تاہم نفس اپنے ناپاک جذبات کا ایسا مغلوب ہوتا ہے کہ وہ اس راہ پر چل ہی نہیں سکتا جس پر واعظ ناصح چلانا چاہتا ہے اور یا فطرتی کمزوری قدم اُٹھانے سے روک دیتی ہے۔ پس اِس لئے حکمتِ الٰہی نے تقاضا فرمایا کہ جو لوگ اُس کی طرف سے مخصوص ہو کر آتے ہیں اُن کے ساتھ کچھ نصرتِ الٰہی کے نشان بھی ہوں جو کبھی رحمت کے رنگ میں اور کبھی عذاب کے رنگ میں ظاہر ہوتے رہیں۔ اور وہ لوگ انہیں نشانوں کی وجہ سے خدا کی طرف سے بشیر اور نذیر کہلاتے ہیں۔ مگر رحمت کے نشانوں سے وہ مومن حصہ لیتے ہیں جو خدا کے حکموں کے مقابل پر تکبر نہیں کرتے اور خدا کے فرستادہ لوگوں کو تحقیر اور توہین سے نہیں دیکھتے اور اپنی فراست خداداد سے اُن کو پہچان لیتے ہیں اور تقویٰ کی راہ کو محکم پکڑ کر بہت ضد نہیں کرتے اور نہ دنیا داری کے تکبر اور جھوٹی وجاہتوں کی وجہ سے کناہ کش رہتے ہیں بلکہ جب دیکھتے ہیں کہ سنّت انبیاء کے موافق ایک شخص اپنے وقت پر اُٹھا ہے جو خدا کی طرف بلاتا ہے اور اُس کی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کی صحت ماننے کیلئے ایک راہ موجود ہے اور اس میں نصرت الٰہی اور تقویٰ اور دیانت کے نشان پائے جاتے ہیں اور سننِ انبیاء علیہم السلام کے پیمانہ کے رُو سے اُس کے قول یا فعل پر کوئی اعتراض نہیں آتا تو ایسے انسان کو قبول کر لیتے ہیں۔ بلکہ بعض سعید ایسے بھی ہیں کہ چہرہ دیکھ کر پہچان جاتے ہیں کہ یہ کذّاب اور مکارّ کا چہرہ نہیں۔ پس ایسے لوگوں کیلئے رحمت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور وہ دمبدم ایک صادق کی صحبت سے ایمانی قوت پا کر اور پاک تبدیلیوں کا مشاہدہ کر کے تازہ بتازہ نشانوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور تمام حقائق اور معارف اور تمام نصرتیں اور تمام تائیدیں اور تمام قسم کے اعلام غیب اُن کے حق میں نشان ہی ہوتے ہیں۔ اور وہ لطافت ذہن کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی دقیق در دقیق نصرتوں کو اُس فرستادہ کی نسبت محسوس کر کے باریک در باریک نشانوں پر بھی اطلاع پا لیتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابل پر وہ لوگ بھی ہیں جن کو رحمت کے نشانوں میں سے حصہ لینا نصیب نہیں۔ جیسا کہ نوحؑ کی قوم نے بجز غرق کرنے کے معجزہ کے اور کسی نوع کے معجزہ سے حصہ نہ لیا۔ اور لوط کی قوم نے بجز اس معجزہ کے جو اُن کی زمین زیر و زبر کی گئی اور اُن پر پتھر برسائے گئے اور کسی معجزہ سے فائدہ نہ اٹھایا''۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ235تا239)

پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکرو دانش اور عوام کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض انتباہات

جن کی صداقت پر آج سارا ملک گواہ ہے

دوسری اور آخری قسط

1991ء کے بعض انتباہات

27/ستمبر 1991ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁......’’اس زمانہ میں عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں اتنی سوچ بھی باقی نہیں رہی کہ وہ باتوں کے آپس میں رشتے تو ملا کر دیکھیں کب سے پاکستان مصیبت میں مبتلا ہوا ہے؟ جب سے احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا ہے۔ اسلام کے اندر اسلام کی برکت کی یہی ایک ضمانت تھی، یہی ایک تعویذ تھا جس کے نام پر اسلام کا تقدس جاری تھا اور اس تعویذ کو تو آپ نے نکال کر باہر پھینک دیا، پیچھے پھر اسلام کی برکتیں کیا، سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور مسلسل اس کے بعد سے سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی جا رہی ہے، بکتی جارہی ہے۔ Horse Trading کا محاورہ ایسے کھلے کھلے استعمال ہوتا ہے جیسے روزمرّہ کی کوئی بات ہے۔ کوئی شرم وحیا کی بات ہی نہیں رہی۔ کرپشن سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں بددیانتی کے بغیر کام چل سکے اور بے حیائی ایسی کہ دیکھیں سب کہتے ہیں الحمدللہ اسلام آرہا ہے، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم اسلام کے قریب تر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ کہاں اسلام کے قریب ہو رہے ہیں؟ کسی نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر یہ ساری بدبختیاں اسلام ہیں تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس اسلام سے تو دُوری بہتر ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ بدبختیاں تمہاری شامت اعمال ہیں۔ تم نے احمدیوں پر مظالم کرکے اسلام سے جو دُوری اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے ورنہ اسلام سے قرب کی تو خدا سزا نہیں دیا کرتا۔ اسلام سے قرب کی تو جزا ہوتی ہے۔ پس یہ ساری مصیبتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں تمہیں کون سمجھائے اور کیسے سمجھائے کہ اسلام سے قرب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے دُوری کے نتیجہ میں ہیں۔ اسلام کے بنیادی حسین منصفانہ قوانین کو تم نے بالائے طاق رکھ دیا بلکہ بھاڑ میں جھونک دیا اور کبھی تم نے ضمیر کی ادنیٰ سی کسک بھی اپنے دل میں محسوس نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ مقدس اسلام کو کیسے استعمال کر رہے ہیں؟ اور مَکْرٌ فِیْ آیَاتِنَا ہے کہ وہ جاری ہے اور مسلسل چلتا چلا جارہا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ستمبر 1991ء)

❁❁❁❁❁❁

1992ء کے بعض انتباہات

8/مئی 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁......’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا مُصْلِحُوْنَ (سورۃ ھود آیت 118)۔ فرمایا: اگر ہمارے عذاب سے کسی بستی نے بچنا ہے تو ان کے اھل کو مُصْلِحُوْن ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شریعت کا قانون جاری کرنا پڑے گا۔ اگر لوگ بدبخت ہیں، لوگ گندے ہیں، ظالم ہیں، سفّاک ہیں تو شریعت کا قانون کیسے ان کو بچا سکتا ہے۔ شریعت کا قانون تو جاری ہو چکا ہے ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آرہی۔ وہ انہوں نے جا کر تھوڑا کرنا ہے۔ وہ تو چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہو کر جاری ہو چکا ہے اور اس قانون پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی حکومت روک نہیں رہی ....اگر مسلمان شریعت پر عمل نہیں کر رہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت پر عمل نہیں کر رہے تو ضیاء یا نواز شریف کی شریعت پر کیسے عمل کریں گے۔ کیا یہ خدا سے بڑے لوگ ہیں۔ ان کو علم ہے کہ شریعت تو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ پھر بھی اگر وہ عمل نہیں کر رہے اور یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ضیاء یا نواز شریف کا قانون جاری ہو تو ہم پھر عمل شروع کریں تو اس شریعت پر عمل کرنے سے تو بہتر ہے کہ جہنّم میں چلے جائیں کیونکہ جو شریعت خدا کی خاطر نہیں بلکہ بندے کی خاطر اطلاق پاتی ہے تو اس شریعت کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ شرک ہے۔ پس یہ بے وقوفی کی حد ہے۔ اس قوم کو اگر بچنا ہے تو وہی نسخہ استعمال کرنا ہوگا جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ وہاں نفاذ شریعت کا حکومت کے تعلق میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نفاذ شریعت کا بندوں، انسانوں کے تعلق میں ذکر ملتا ہے۔ فرمایا ہے لوگ مصلح بن جائیں گے، اپنی اصلاح کریں گے اور دوسروں کی اصلاح کریں گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بچائے جائیں گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/مئی 1992ء)

20/نومبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁......’’قائداعظم بہت صاحب فراست انسان تھے۔ باتوں کی چالاکی ان کو نہیں آتی تھی۔ لیکن عقل میں تقویٰ تھا۔ یہ مُلّاں ان پر اعتراض کرتے ہیں اور حملے کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کی طرح تھا۔ تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر غیر مسلم میں بھی ہو تو اس کی عقل کو جِلا بخش دیتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو کتنا بڑا پکا مسلمان ہو اس کے اندر اندھیرے ہی پلیں گے، اس سے زیادہ اور کچھ اس سے توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو قائداعظم نے مُلّاں سے صلح نہیں کی۔ مُلّاں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔ یعنی اس حد تک کہ اصولوں کے سودے کرلیں۔ قائداعظم نے اپنی زندگی میں جتنے فیصلے کئے ہیں ان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کرکے دیکھ لیجئے ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔ ایک سربراہ کا تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ وہ کرے جو اس کے نزدیک واقعۃً قوم کے لئے جائز اور درست ہے اور اخلاق کے اعلیٰ اصولوں کے منافی نہیں ہے۔ اس پہلو سے قائداعظم کا ہر فیصلہ ہر شک سے بالا تھا اور ہر قسم کی تنقید سے بالا تھا۔ مولویوں سے دیکھ لیجئے انہوں نے اس بات پر ٹکر لی کہ مولوی کہتے تھے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دو ہم تمہاری جوتیاں چاٹیں گے۔ قائداعظم کو اپنی جوتیاں چٹوانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ بھی تقویٰ کی ایک علامت ہے۔ ان کو کوئی پروا نہیں تھی کہ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مَیں اس اصول کو تسلیم ہی نہیں کرسکتا، قوم پھٹ جائے گی۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا ملّی تعریف کی رُو سے وہ مسلمان کہلائے گا۔ مَیں ایک سیاستدان ہوں۔ مجھے مذہبی تعریف کی باریکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ میرا کام ہے۔ اللہ جس کو چاہے مسلم قرار دے اور جس کو چاہے غیر مسلم قرار دے۔ مگر میرے نزدیک ملّت کے لئے مسلمان کی ایک ہی تعریف قابل قبول ہوسکتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا وہ مسلمان ہے، جو نہیں کہتا وہ نہیں ہے، چھٹی کرے۔ ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کرے۔ اتنی سی بات پر وہ اڑ گئے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مَیں اس پر کوئی سودا کروں۔ مولویوں نے لالچیں دیں۔ طرح طرح کی دھمکیاں دیں۔ یہ کہا کہ ساری قوم آپ کے قدموں میں لا ڈالیں گے، آپ کے خادم بن جائیں گے، آپ کے گُن گائیں گے، قیامت تک آپ کا جھنڈا بلند رکھیں گے۔ لیکن قائداعظم نے ایک ذرّہ بھی ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کی، ثابت قدم رہے اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا اُن کے ساتھ کیسا شان کا سلوک تھا کہ ان سب مولویوں کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی۔ سارے مولوی جھوٹے کر دیئے۔ جب یوم حساب آیا ہے تو ان کے پیچھے چلنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ ساری قوم قائداعظم کے پیچھے چل پڑی۔ اب بھی پاکستان کے مسائل کا دراصل یہی حل ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/نومبر 1992ء)

11/دسمبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁......’’جب خدا کے گھر کا تقدس لوٹنے والوں سے ایک جگہ تم محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہو، ان کو اپنی تائید مہیا کرتے ہو، ان کی پشت پناہی کرتے ہو تو کل جب تمہارے ساتھ یہ ہوگا تو کس طرح خدا سے توقع رکھتے ہو کہ خدا کی تقدیر تمہاری پشت پر آکر کھڑی ہوگی۔

یہ تقدیریں وہی ہیں جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آرہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار متنبہ کیا کہ دیکھو تم جو حرکتیں کر رہے ہو یہ ضائع نہیں جائیں گی۔ خدا کی تقدیر ضرور تمہیں پکڑے گی۔

قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا ادھار

تم اپنی مستقبل کی تقدیر بنا رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا خائن عالم ہے جو کل کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے اور کل کا خائن عالم تھا جو آج کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اس خائن کو پکڑو، اس سے حساب لو۔ اگر تم اس خائن سے حساب لو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہاری تائید میں اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہارے مخالفوں سے حساب لیا جائے گا۔ ورنہ تم تو خود حساب دینے کے مقام پر آ کھڑے ہوگئے ہو۔ ایک واقعہ نہیں، دو واقعہ نہیں، بار بار مساجد کی بے حرمتی کی گئی، ان کو ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ عبادت کرنے والوں کو رستوں میں گھسیٹا گیا، ان کو مارا گیا، ان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ کیوں تم خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ اور اب جب یہ

سب کچھ ہو رہا ہے تو اچانک غیرت دینی اٹھ کھڑی ہوئی ہے...... پاکستان میں ایک انگلی نہیں اٹھی جس نے اتنی مسجدوں کی شہادت کے وقت ان ظالموں اور بدکرداروں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن بنگلہ دیش میں ایک شرافت ضرور ہے کہ بنگلہ دیش کے اخباروں اور دانشوروں اور سیاستدانوں نے ان واقعات کی مذمت ضرور کی ہے۔ آگے بڑھ کر روکنے کی توفیق نہیں تھی تو مذمّت ضرور کردی۔ گویا ایمان کے ادنیٰ تقاضے تو ضرور پورے کردیئے ....اگر تم باز نہیں آؤ گے، اپنی اصلاح نہیں کرو گے اور خدا کے تعلق کی بنا پر اپنی سوچ کی، اپنی قدروں کی اصلاح نہیں کروگے، اگر اپنے قبلے درست نہیں کروگے تو اسی طرح بھٹکتے رہو گے۔ اسی طرح ظلم کا شکار رہو گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ دسمبر 1992ء)

❁❁❁❁❁

1993ء کے بعض انتباہات

8/جنوری 1993ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁......’’سیاستدانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ تم عقل اور شعور سے کام لو۔ قوم کے دُور کے مفادات کی بات سوچو ورنہ تم لوگ سارے پیسے جاؤ گے، تمہاری داستانیں مٹ جائیں گی۔ یہ وہ دور ہے جب کہ تیسری دنیا کے سیاستدان کو باشعور ہو کر عالمی مسائل کو سمجھتے ہوئے ان کے حوالے سے اپنی سیاست کو درست خطوط پر چلانا ہوگا.......... ہر شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اس بات کا پیغام دوسرے کو پہنچائے جس کو وہ سچائی سمجھتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر فساد برپا ہوتا ہے تو فساد برپا کرنے والے اس کے ذمہ دار ہیں۔ خدا اور خدا کے نبی اس کے ذمہ دار نہیں۔ پس اگر اس اصول کو سمجھ کر دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے اور مذہبی آزادی کا حق دینا ہے تو تمام مذہبی فساد دنیا سے مٹ سکتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اگر ایک کروڑ آدمی بھی ایک معصوم آدمی کے درپے ہوں گے تو ارباب حکومت جب تک اس حکومت پر فائز ہیں وہ ایک کروڑ کی مخالفت کریں گے اور اس ایک کے حق میں بولیں گے۔ کیونکہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون طائف میں بہایا جا رہا تھا تو تمام دنیا کے اربوں انسان بھی اگر اس وقت آپؐ کے مخالف ہوتے تو خدا اور اس کے فرشتے ایک محمدؐ کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور ان کروڑوں کو جھوٹا قرار دیتے اور ہلاک ہونے کے لائق قرار دیتے۔ یہ انصاف کا قانون ہے جو مذہب کی دنیا میں لازماً لاگو کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر مذہبی دنیا میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/جنوری 1993ء)

❁❁❁❁❁❁

1994ء کے بعض انتباہات

14/مارچ 1994ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁......’’مَیں تمہیں خدا کے غضب سے ڈراتا ہوں اور خدا کی قسم مَیں تمہیں خدا کے غضب سے پھر ڈراتا ہوں۔ اگر تم خدا کے سامنے ایسے باغیانہ رویّے سے باز نہیں آئے تو وہ ضرور تم سے نپٹے گا۔ اور ہماری ہمدردی کی دعائیں بھی تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ مگر مَیں جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بقا کی خاطر ان لوگوں کو عذاب سے اور عذاب الیم سے بچانے کے لئے دعائیں ضرور کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور ہوش دے اور ظالمانہ رویّے تبدیل کئے جائیں۔ آراء میں تبدیلیاں پیدا ہوں اور جو ظلم مسلّط ہے وہ ظلم اللہ تعالیٰ کاٹ کر الگ پھینک دے۔ اب تو یہی چل رہا ہے کہ بظاہر مُلّاں کا نام لیا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ سیاست ہے جو احمدی خون اور احمدی عزت کو مُلّاں کے ہاتھوں میں فروخت کرتی ہے۔ مَیں نے ہمیشہ دیکھا ہے جب بھی ایسی خبر آتی ہے کوئی کہ دیکھو آٹھویں ترمیم کو مٹانے کا فیصلہ کر لیا گیا اور پوری کی پوری جائے گی تو مجھے فوراً سمجھ آجاتی ہے کہ بڑا خطرہ درپیش ہے۔ بعض احمدی بھولے پن میں مجھے لکھتے ہیں کہ الحمدللہ وہ وقت آگیا کہ جب جماعت کے اوپر لٹکی ہوئی آٹھویں ترمیم کی تلوار جو ہے وہ کاٹ کر الگ پھینک دی جائے گی۔ مَیں ان کو سمجھاتا ہوں بھولے بچو! خدا کا خوف کرو یہ سودا کیا جا رہا ہے مارکیٹ میں۔ اعلان کیا جا رہا ہے، مُلّاں کو مخاطب کر کے بتایا جا رہا ہے۔ یہ ایک چیز ہمارے ہاتھ میں ہے اگر تم باز نہ آئے اور ہم سے تعاون نہ کیا تو پھر ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ جو وہ اعلان کرتے ہیں اس کی مثال تو سودا کے اس فقرے کی یاد دلاتی ہے کہ ’’لانا بے غنچے میرا قلمدان‘‘۔

تو یہ سیاستدان قلمدان مانگتے ہیں۔ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو ہمارے ہاتھ میں قلم ہے اور نوشتۂ تقدیر ہمارے ہاتھ میں آج تھمایا گیا ہے۔ ہم نے اس قلم سے اگر تمہاری امیدوں پر سیاہی پھیر دی تو پھر نہ کہنا ہمیں خبردار نہیں کیا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ بلا استثناء اس’’ لانا بے غنچے میرا قلمدان‘‘ کی آواز سن کر مولوی دوڑا چلا جاتا ہے ان کی چوکھٹوں پر سجدے کرتا ہے۔ کہتا ہے جو مرضی کرلو ہم حاضر ہیں تعاون کریں گے۔ حکومتیں الٹانے میں تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن احمدیوں کے متعلق یہ جو تحریر لکھی گئی ہے اس کو منسوخ نہ کریں۔ ایک تو یہ قلم ہے جس کی بات کرتے ہیں۔ ایک صاحب لوح قلم بھی تو ہے جس کے ہاتھ میں لوح بھی ہے اور قلم بھی ہے، جس کی لکھی ہوئی تقدیر کو کوئی کاٹ نہیں سکتا اور کوئی باطل نہیں کرسکتا۔ مَیں اس خدائے لوح وقلم سے تمہیں ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم نے اپنے قلم کا غلط استعمال بند نہ کیا تو خدا کا قلم تمہاری قوموں پر تمہاری ذات پر تنسیخ کا نقش پھیر دے گا۔ تم تاریخ کا حصہ بن جاؤ گے اور دردناک حصہ بن جاؤ گے، عبرتناک وجود بن جاؤ گے‘‘۔

(خطبہ عیدالفطر 14/مارچ 1994ء)

1997ء کے بعض انتباہات

❁......1997ء میں پاکستان میں ایک شدید آئینی بحران پیدا ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/نومبر 1997ء میں روشنی ڈالی اور قوم کے دانشوروں کو قائداعظم کے تصور انصاف کی طرف لوٹنے کی نصیحت فرمائی۔ ذیل میں اس خطبہ جمعہ سے اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’جو آئینی بحران ہے اس کے متعلق بعض دوستوں کی خواہش ہے کہ میں آج کے خطبے میں ضرور کچھ روشنی ڈالوں کیونکہ بہت گہری اور اہم تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک بڑا حصہ پاکستان میں بستا ہے۔ جو بھی تبدیلیاں ہوں گی ان پر اثر انداز ہوں گی اور بیرونی دنیا پر بھی ایسی تبدیلیاں اثر انداز ہو سکتی ہیں اس لئے مَیں نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور آج مَیں اسی ذکر سے خطبے کا آغاز کرتا ہوں۔

پاکستان میں جو آئینی بحران پیدا ہو رہا ہے اس کا ایک بہت گہرا اور لمبا تعلق جماعت احمدیہ سے پاکستان کے سلوک سے ہے۔ آج وہاں جو جو باتیں بھی ہوں، جس قسم کی وجوہات پیش کی جا رہی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان معاملات کے جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق کو کاٹا نہیں جاسکتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک لمبے عرصے سے جماعت احمدیہ کے خلاف جو جو بھی ظالمانہ کارروائیاں ہوا کرتی تھیں جماعت احمدیہ عدالت کی طرف رجوع کر کے ان سے اپنی دادرسی چاہتی تھی اور بہت حد تک ان کو چھوٹی عدالتوں سے انصاف مل جاتا تھا یہاں تک کہ ناانصافی کا پانی اونچا ہونا شروع ہوا اور چھوٹی عدالتیں علماء کے خوف اور ان کے دباؤ میں ڈوب گئیں۔ اور یہ ناانصافی کا پانی اور اونچا ہونا شروع ہوا۔ ہر ایسے موقع پر جبکہ نچلی عدالتوں کے انصاف کے دروازے بند ہو جایا کرتے تھے جماعت احمدیہ نسبتاً اونچی عدالتوں کی طرف رجوع کرتی تھی اور ضلعی اونچی عدالتیں اس زمانے میں بڑی توجہ سے جماعت کے معاملات پر غور کرتی تھیں اور بسا اوقات جرأت کے ساتھ انصاف کا ساتھ دیتی تھیں اور جماعت احمدیہ کے حقوق بحال کردئے جاتے تھے۔ جن کو بھی اس گزشتہ مظالم کی داستان کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا۔ آغاز میں ایک مجسٹریٹ بھی جماعت کے معاملے میں انصاف سے کام لیا کرتا تھا۔ جب وہاں ناانصافی کا دور دورہ ہوا اور مجسٹریٹ کو مخالفانہ آراء نے دبا لیا تو پھر ضلع کی اونچی عدالتوں نے ہمیشہ جماعت کا ساتھ دیا اور بسا اوقات خطاب میں مَیں ان کی تعریف بھی کیا کرتا تھا، ان کے لئے دعا کی طرف بھی متوجہ کرتا تھا۔ پھر ایک دور آیا کہ یہ پانی اور اونچا ہوا اور ناانصافی کا دباؤ محض نیچے سے ہی نہیں اوپر سے بھی ان عدالتوں پر پڑنے لگا۔ اس بناء پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ دراصل آغاز میں جب چھوٹی عدالتوں نے ناانصافی شروع کی تھی تو محض عوامی دباؤ کے نتیجے میں ایسا نہیں تھا، حکومت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ حکومت نے ان پر یہ دباؤ ڈالا تھا کہ اگر تم ایسے فیصلے کرو گے تو ہم تمہیں عوام سے کسی قسم کی حفاظت مہیا نہیں کریں گے اس لئے لازماً تمہیں ایسے فیصلے کرنے چاہئیں جو خود تمہاری حفاظت کا موجب بنیں اور عوام کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے فساد کا منہ تمہاری طرف پھیر سکیں۔ یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی اور ہمیں انتظار تھا کہ دیکھیں آئندہ حکومت کیا کرتی ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے عرض کیا شروع شروع میں ضلعی اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے ہمیں انصاف ملتا رہا اور پھر اچانک ان کی طرف سے بھی انصاف ملنا بند ہو گیا اور یہ وجہ تھی کہ نیچے کا دباؤ بھی تھا اور اوپر کا دباؤ بھی تھا۔ ویسی ہی صورت تھی جیسے حضرت نوحؑ کے زمانے کے سیلاب کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ آسمان بھی پانی برسا رہا تھا اور زمین سے بھی تنور پھوٹ پڑا تھا۔ یعنی نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی ایسا پانی برس رہا تھا جو غرق کرنے کے لئے برس رہا تھا، بچانے کے لئے نہیں۔ چنانچہ جب یہ دو پانی بہ

گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر ان کی ہلاکت کا مضمون یقینی ہو گیا۔ بعینہٖ یہی صورت جو حضرت نوحؑ کے طوفان کی ہے وہ ہم اپنے ملک میں بھی کارفرما دیکھ رہے ہیں ۔ نیچے کا پانی یعنی عوامی دباؤ جو مولویوں کا دباؤ تھا جسے عوامی دباؤ کی صورت دے دی گئی اور اوپر کا دباؤ یعنی حکومت کا دباؤ یہ دونوں پانی جب ملے ہیں تو پھر وہاں احمدیوں کے لئے کوئی بھی جائے پناہ باقی نہیں تھی۔

چنانچہ وکلاء نے مشورہ دیا کہ ان سے اونچی عدالتوں میں جایا جائے اور ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا۔ اور آغاز میں ہائی کورٹ نے ہمیشہ انصاف کی حمایت کی لیکن پھر ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو نچلی عدالتوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور ایسے ظالم جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کو حکومت کی ہدایت بھی تھی اور علماء کا براہ راست دباؤ بھی تھا کہ احمدیوں کے معاملے میں تم نے ہرگز انصاف مہیا نہیں کرنا۔ جسٹس خلیل الرحمٰن جو کوئٹہ کے ہیں انہوں نے بھی اس سلسلے میں نہایت بھیانک کردار ادا کیا تھا۔ احمدیوں کے خلاف سب سے گندہ فیصلہ اور ظالمانہ فیصلہ لکھنے میں جسٹس خلیل الرحمٰن کا نام ہمیشہ باقی رہے گا۔ یعنی عزت کے ساتھ باقی نہیں رہے گا بلکہ وہ ذلّت کے ساتھ باقی رہے گا جو ہمیشہ خدا کے منکرین اور انبیاء کا مقابلہ کرنے والوں کے نصیب میں لکھی جاتی ہے۔ پس جسٹس خلیل الرحمان جو کوئٹہ کی سپریم کورٹ کی عدالت کے جسٹس ہیں۔ دو جسٹس ہیں وہاں سپریم کورٹ کے، ان میں سے ایک خلیل الرحمٰن صاحب بھی ہیں۔ ان کا حالیہ فیصلہ اس بحران کا موجب بنا ہے جو اس وقت درپیش ہے۔

مگر بہرحال اب مَیں واپس پھر اس سلسلے کی تاریخ بیان کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ کا ساتھ دیا اور ہر وہ ضمانت جو ایسے عدالتی کیسز (Cases) کے متعلق تھی جو کوئی وجہ جواز رکھتے ہی نہیں تھے، ہر ایسی ضمانت کو شروع میں ہائی کورٹ نے قبول کیا مثلاً 295/C کے مقدمات تھے جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی ضمانت نہیں ہو سکتی یہ قانون میں داخل ہے مگر عدالت عظمیٰ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ان کی ضمانت ہو سکتی ہے کیونکہ بنیاد ہی جھوٹی ہے اور یہ کیس اس دفعہ سے تعلق ہی نہیں رکھتا کہ جس میں نعوذ باللہ احمدیوں نے حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی ہو۔ کچھ عرصے کے بعد ہائیکورٹ کا رویہ بدل گیا۔ ایسے جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کا مختصر ذکر مَیں نے کیا ہے اور ان پر علماء کا دباؤ بھی ایسا تھا کہ بہت سے ایسے اقتباسات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء کی کتابوں میں تھے انہیں نکال کر، توڑ مروڑ کر ان کے سامنے یہ مؤقف دیا گیا کہ جب احمدی آنحضرت ﷺ پر سلام اور درود بھیجتے ہیں تو بیچ میں سے ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہوتے ہیں اور اوپر سے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیج رہے ہیں۔ اوپر سے ان کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس موقع پر مَیں نے اپنے وکلاء کو بارہا یہ توجہ بھی دلائی کہ تمام دنیا میں جو انصاف کا تصور ہے وہ ملزم سے پوچھا کرتا ہے یعنی جج کا فرض ہے کہ ملزم سے پوچھے کہ کیا تم جب بھی کلمہ پڑھتے ہو تو دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیتے ہو؟ کیا تم جب بھی درود بھیجتے ہو تو کیا دل میں مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیجتے ہو؟ یہ ایک بنیادی تقاضا ہے عالمی قانون کا جسے پورا کرنا ہر جج کا فرض ہے۔

کسی جماعت کے عقیدے کو ہر فرد کے اوپر اگر وہ عقیدہ ان کے نزدیک قابل اعتراض بھی ہو، ہر فرد بشر پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ مؤقف ان کا یہ تھا کہ ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم جھوٹے ہو، ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بزرگ جن کی یہ کتابیں ہیں وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ جب محمد رسول اللہ کا نام لو تو دل سے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیا کرو اس سے زیادہ وہ اور کچھ ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ یعنی جھوٹے الزام کو اگر تسلیم کرنا بھی تھا تو اس صورت میں کیا جا سکتا تھا۔ عالمی قانون کا تقاضا تھا کہ ہر ملزم سے پوچھا جاتا کہ یہ کتابیں ہیں جن سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تم چونکہ اس جماعت کے ممبر ہو تمہارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔ کیا ہے؟ کیا واقعۃً تمہارا یہ عقیدہ ہے؟ تو وہ جس پر الزام لگایا گیا تھا بڑی جرأت کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں اس عقیدے پر لعنت ڈالتا ہوں اور میرا اس عقیدے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جب بھی میں لَااِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتا ہوں تو اس رسول مکّی و مدنی کے سوا میرا ذہن کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہوتا جو خاتم النبیین تھا۔ اور جب بھی میں آپؐ پر درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی اور پر درود نہیں بھیجتا سوائے اس کے کہ درود خود آل کو شامل کرتا ہے اور اس شمولیت میں میرا قصور نہیں بلکہ اگر قصور سمجھتے ہو تو درود بنانے والے کا قصور ہونا چاہئے۔ لیکن جہاں تک محمدؐ رسول اللہ کا تعلق ہے جب بھی میں درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی پر درود نہیں بھیجتا۔ محمدؐ نام سے وہی محمدؐ مراد ہیں جو مکّہ اور مدینہ کے محمدؐ ہیں، جو خدا کے آخری صاحب شریعت رسول تھے۔ یہ جواب عدالت کی طرف سے ہر ظالمانہ کارروائی کی راہ میں حائل ہو سکتا تھا اور ہونا چاہئے تھا مگر انصاف کے اس بنیادی تقاضے کو کبھی بھی احمدیوں کے حق میں قبول نہیں کیا گیا اور ان سے پوچھے بغیر ان کے خلاف فیصلے دے دئے گئے حالانکہ ان سے پوچھنا چاہئے تھا یہ تمہارا عقیدہ ہے یا نہیں ہے۔ وہ جرأت سے کہتے ہرگز نہیں ہے۔ پھر دنیا کا کوئی قانون ان کو ملزم اور مجرم نہیں بنا سکتا تھا۔

پس اس پہلو سے ایک لمبے عرصے تک مظالم کا پانی اوپر چڑھتا رہا اور اس عدلیہ کے ظلم میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہائی کورٹ بھی ڈوب گئی اور ان کے ہاں سے انصاف کا تصور کلیۃً غائب ہو گیا۔ پس ان سے اوپر کی پہاڑی سپریم کورٹ کی پہاڑی رہ جاتی تھی جس پر احمدی پناہ لے سکتے تھے اس پہاڑی پر بھی پانی چڑھ گیا اور ایک ایسا بحران قائم ہوا جسے ہم دستوری بحران کہہ سکتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے بھی ان لوگوں کی حمایت کی جو ظلم کی حمایت کرنے والے تھے ۔ اب بظاہر احمدیوں کے لئے یہ پہاڑیاں ڈوب گئیں لیکن وہ خدا جس کے علم میں تھا کہ ان کے لئے پہاڑیاں ڈوب جائیں گی اس نے ہمارے لئے کشتی نوح کا انتظام کر رکھا تھا۔ ایسا انتظام کر رکھا تھا جس نے کبھی ڈوبنا نہیں تھا۔ جن پہاڑیوں کو یہ ڈبو رہے تھے یہ اپنی نجات کی راہوں کو ختم کر رہے تھے، اپنی پناہ گاہوں کو ڈبو رہے تھے۔ آج جو بحران ہے وہ بعینہٖ یہی صورت ہے۔ ان لوگوں نے جنہوں نے احمدیوں کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی، اپنے لئے بھی کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی۔ اب وہ سب عدالتیں اس پانی میں ڈوب چکی ہیں جو غرقابی کا پانی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر اترا ہے اور اس سے نجات کی اب ان کیلئے کوئی راہ باقی نہیں۔ وہ ملک جس کا آئین ڈوب جائے، وہ ملک جس کا آئین جماعت احمدیہ یعنی سچائی کی مخالفت کر رہا ہو اور خدا تعالیٰ اسے غرق کر دے اس کے لئے کوئی پہاڑی باقی نہیں رہا کرتی۔

یہی وہ مماثلت ہے جس کی وجہ سے میں نے حضرت نوحؑ کا ذکر کیا۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ پہاڑیاں مجھے پناہ دیں گی لیکن ایک پہاڑی سے اوپر منتقل ہوتے ہوئے آخر اس کے لئے ناممکن ہو گیا کہ کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں سیلاب کا پانی اس کی پناہ گاہ کو غرق نہ کر دے۔ پس بعنیہ یہی صورت اس وقت پاکستان کے آئینی بحران کی ہے ۔ ان لوگوں کو بارہا میں نے سمجھایا، خطبات کا ایک سلسلہ ہے جو اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے خوب متنبہ کیا۔

میں نے کہا جو جو ذرائع تم نے جماعت کے خلاف استعمال کئے ہیں تقدیر الٰہی نے ہمیشہ تم پر الٹائے ہیں ۔ کوئی ایک استثناء بنا کے دکھاؤ۔ ہمیشہ جو کچھ تم جماعت پر کرتے رہے اللہ کی تقدیر نے انہیں تم پر الٹا دیا اور آئندہ یہی ہو گا۔ لیکن جنہوں نے عقل نہیں کرنی، جن کو کبھی عقل نہیں آیا کرتی یہ وہ آنکھوں والے ہیں جو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں، وہ کانوں والے ہیں جو کانوں سے سنتے ہوئے بھی بہرے ہیں۔ اور اب قوم کو ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے جس سے نکلنے کا کوئی رستہ باقی نہیں سوائے اس کے یہ سارا قانون بھاڑ میں جھونک دیا جائے اور از سر نَو انصاف پر مبنی قوانین بنائے جائیں ۔ اب اس کے سوا کوئی رستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ اگر یہ پانی میں ڈوبا ہے اس لئے کہ اسے آگ میں جھونکنا پڑتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ قانون تو گیا۔ اب یہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اب قوم کے دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ قانون میں وہ رخنے نہیں رہنے دیئے جائیں گے جن رخنوں کی راہ سے ملاّئیت قانون میں داخل ہوتی ہے، جن رخنوں کی راہ سے ناانصافی قانون میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ہی قانون ہے جو ملک کی حفاظت کر سکتا ہے جو قانون قائداعظم نے اپنے بیانات میں پیش کیا اور جس دستور کا قائداعظم نے تصور باندھا تھا اس میں ایک بھی ایسا رخنہ نہیں تھا جس کے ذریعے مُلّاں اس دستور میں دخل اندازی کر سکے۔

پس اب دیکھیں کیا ہوتا ہے ۔ اگر تو انہوں نے عقل حاصل کی، نصیحت پکڑی اور آئندہ جو قانون بنائے جائیں ان میں قائداعظم کے تصور کی طرف واپس لوٹ گئے تو چونکہ وہ تصور انصاف کا تصور تھا اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی صورت ہے جو اس ملک کو آئندہ ہلاکتوں سے بچا لے گی۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اللہ کی تقدیر تو بہرحال غالب آنی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ضرور اپنے کرشمے دکھائے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً جماعت احمدیہ کے حق میں ہو گا۔ یہ وہ تقدیر ہے جس کو مُلّاں بدل نہیں سکتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/نومبر 1997ء)

پھر 5/دسمبر 1997ء کے خطبہ جمعہ میں پاکستان کے آئینی بحران کے سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

......''گزشتہ جمعہ کے آغاز میں مَیں نے کچھ پاکستان کے حالات حاضرہ پر تبصرہ کیا تھا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ مہینہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول، گناہوں کی بخشش اور قبولیت دعا کا مہینہ ہے

(دعاؤں کی قبولیت کے لئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے بعض اہم شرائط کا بیان)

اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔

اپنی دعاؤں کو اس طریق پر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ایسی دعائیں کروانی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر لے جانے والی ہوں اور اللہ کا قرب دلانے والی ہوں۔

(کراچی میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب اور مکرم پروفیسر ڈاکٹر شیخ مبشر احمد صاحب کی شہادتوں کا دلگداز تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 28/ستمبر 2007ء بمطابق 28/تبوک 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورة البقره:187)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم رمضان سے گزر رہے ہیں۔ جس کا آج سولھواں روزہ ہے۔ یہاں تو باقی چودہ دن رہ گئے ہیں۔ باقی دنیا میں بھی چاند دیکھنے کے بعد جہاں عید کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کہیں تیرہ روزے بقایا رہ گئے ہیں، کہیں چودہ روزے۔ تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ ہماری روحانی اور اخلاقی حالتوں کو سدھارنے کے لئے اپنی رضا کے حصول کی کوشش کے لئے، ہماری بخشش کے سامان مہیا فرمانے کے لئے، ہماری دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص طور پر مقرر فرمایا ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت قرآن کریم میں ان آیات کے بیچ میں رکھی گئی ہے جن میں رمضان کے روزوں کی فرضیت اور اس سے متعلقہ دوسرے احکام ہیں۔ پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مہینہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول، گناہوں کی بخشش اور قبولیت دعا کا مہینہ ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا ہلاک ہوا وہ شخص جس نے رمضان کو پایا اور وہ بخشا نہ گیا۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب قول رسول اله رغم انف رجل)

پھر ایک حدیث ہے۔ جو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (صحيح بخاری کتاب الصوم۔ باب فضل من قام رمضان)

تو یہ گناہوں کی بخشش کے خاص نظارے ہمیں اس لئے نظر آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے روزوں کے مجاہدے کے ساتھ ایک خاص توجہ سے، خالص اس کا ہوتے ہوئے، اپنے حضور جھکنے والوں کو ایک مقام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تلاش کرنے والوں، اسے پکارنے والوں کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی ہر وقت ہی ان لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے جو خالص اس کا ہوتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔ لیکن رمضان میں ایک خاص ماحول عبادات کا بن جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ اس مہینے میں پہلے سے بڑھ کر اپنے بندوں کی پکار سن رہا ہوتا ہے۔

جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے، اس میں رمضان کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری روز مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونا چاہتا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کرنے کو نفل ٹھہرایا ہے۔ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔ وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے، درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے اور جس نے اس میں کسی روزے دار کو سیر کیا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے سے پہلے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ (کنزالعمال جلد 8 فصل فی فضله وفضل رمضان)

پس رحمت کے دن بھی گزر گئے اور اب ہم مغفرت کے دنوں سے گزر رہے ہیں اور چند دن بعد، تین چار دن بعد آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے جو جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔ اس میں وہ رات بھی ہے جو دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے اور خاص رات ہے، اس میں جس کو وہ رات میسر آ جائے اللہ تعالیٰ اس کی کی ہوئی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ پس یہ چند دن ہمیں اب اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں کہ اس مہینے کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے رب کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی مغفرت کی چادر میں لپٹنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو اس زندگی میں بھی دنیا داری کی غلاظتوں کی جہنم سے نکالنے کی کوشش کریں اور آخرت کی جہنم سے بھی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ اپنے اس تمام قدرتوں والے خدا کی تلاش کریں جو اپنے بندے کی پکار پہ کہتا ہے کہ اِنِّیْ قَرِيْبٌ۔ لیکن یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض شرائط رکھی

ہیں ان شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے تبھی اس کی رحمت حاصل ہوگی۔ تبھی اس کی مغفرت کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹنے والے ہوں گے۔ تبھی ہر قسم کی جہنم سے اپنے آپ کو دور کرنے والے ہوں گے اور تبھی ہم اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کے نظارے دیکھیں گے۔

اس آیت کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''جب میرے بندے میرے بارہ میں سوال کریں تو ان کو کہہ دے کہ مَیں نزدیک ہوں۔ یعنی جب وہ لوگ جو اللہ رسول پر ایمان لائے ہیں یہ پتہ پوچھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات رکھتا ہے جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاویں۔ تو ان کو کہہ دے کہ مَیں نزدیک ہوں یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص اور قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دُور ہیں۔ جب کوئی دعا کرنے والوں میں سے، جو تم میں سے دعا کرتے ہیں، دعا کرے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یعنی مَیں اس کا ہم کلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔ پس چاہئے کہ قبول کریں حکم میرے کو اور ایمان لاویں تا کہ بھلائی پاویں''۔

(جنگ مقدس ۔روحانی خزائن جلد 6صفحہ 146 مطبوعہ لندن)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گو کہ تمہیں یہ ماحول بھی میسر آ گیا ہے جو دعاؤں کی قبولیت کا ماحول ہے۔ اس مہینہ میں شیطان جکڑا بھی گیا ہے، جنت بھی قریب کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود فیض وہی پائے گا جو میری شرائط کی پابندی کرے گا جن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس یقین پر قائم ہو کہ خدا ہے۔ خدا کی ذات پر ایسا پختہ یقین ہو جس کو کوئی چیز بھی ہلا نہ سکے۔ یہ یقین ہو کہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے اس کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے، ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس نے اپنی ربوبیت کی وجہ سے بلا امتیاز مذہب اور قوم ہر ایک کی جسمانی ضروریات کا خیال رکھا ہوا ہے حتیٰ کہ چرند پرند بھی سب اس کی ربوبیت سے فیض پا رہے ہیں۔ ہوا پانی روشنی کھانے پینے کی چیزیں اس نے سب کو مہیا کی ہوئی ہیں۔ وہ تمام صفات کا جامع ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ پس پہلی شرط یہ ہے کہ جامع الصفات خدا پر پختہ یقین ہو۔

دوسری بات یہ کہ صرف یہ یقین نہیں کہ خدا ہے، کوئی پیدا کرنے والا ہے بلکہ اس پر ایمان بھی کامل ہو اور یہی کوشش ہو کہ اب جو بھی ایمان ہمیں میسر ہے اور جو بھی ہماری دعائیں ہیں وہ اس نے ہی قبول کرنی ہیں اور اس کو حاصل کرنے کی ہم نے کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وصل ڈھونڈھنے کی ہم نے کوشش کرنی ہے۔ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے، خدا ترسی پیدا کرنی ہے، اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اور یہی ایمان کامل کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ مَیں اُن سے ہمکلام ہوسکوں''۔ (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ159) اور یہ مقام جو ہے ایمان کامل ہونے پر ہی ملتا ہے۔ اس لئے ایمان کامل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے انہیں قبول کرتا ہے بلکہ جب ایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس کا قرب حاصل ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ بندے سے بولتا بھی ہے۔ رحمانیت کی وجہ سے یا اس کے صدقے جو خدا تعالیٰ نے انعامات کئے ہیں، جب بندہ اس کے قریب ہوتا ہے، جب ایمان میں ترقی کرتا ہے تو رحیمیت کے جلوے بھی وہ دکھاتا ہے۔ قبولیت دعا کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ یہ پختہ ایمان بھی اللہ تعالیٰ پر ہو۔ پھر دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

پھر تیسری بات یہ کہ ایمان بھی کامل ہو۔ گو کہ تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں لیکن اب اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کو فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ اب تیرے ساتھ جڑ کر ہی دنیا قبولیت دعا کے نظارے دیکھ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ساتھ تعلق اب اسی کا ہوگا جو میرے نبی پر کامل ایمان لانے والا ہوگا۔ فرمایا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں اور اے محمد ﷺ تو ہی ہے جو میرے بندوں کی حقیقی رہنمائی کر سکتا ہے، ان بندوں کو راستہ دکھا سکتا ہے جو میری تلاش میں ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان کامل ہوگا تو خدا تعالیٰ تک رسائی ہوگی۔ باقی مذاہب بھولی بسری یادیں بن چکے ہیں۔ گو تمام انبیاء پر ایمان بھی ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے راستے دکھانے کا اختیار صرف اب اے محمد! ﷺ تجھے ہی ہے اور تجھ پر ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ تیری بتائی ہوئی جو پیشگوئیاں ہیں ان پر بھی کامل یقین ہو۔ اس بات پر بھی یقین ہو اور اس پر ایمان بھی ہو کہ نشانات اور پیشگوئیاں پوری ہونے پر تیرے غلام صادق کو جب خدا تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے تو اس کو ماننا بھی ایمان کی ایک شرط ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانیں گے وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل ایمان لانے والے ہوں گے اور وہی قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر مشاہدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی لوگ ہیں جو میری ''اِنِّیْ قَرِیْبٌ'' کی آواز سنیں گے۔

پھر چوتھی بات یہ کہ سوال خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہو، خدا کو پانے کے لئے ہو۔ یہ خواہش ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے مل جائے۔ جب اس نیت سے سوال ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بارے میں سوال ہوگا، میری لقا حاصل کرنے کے لئے سوال ہوگا تو بندہ مجھے قریب پائے گا۔ اگر خدا کو پکارنے کا مقصد صرف اپنی دنیاوی ضروریات کو پورا کرنا ہی ہوگا۔ اگر خدا صرف اس وقت یاد آئے گا جب کوئی دنیاوی خواہش پوری کرنی ہو، نہ کہ اللہ تعالیٰ کا وصال اور اس کا پیار حاصل کرنا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو پھر یکطرفہ بات ہوگی۔ یہ تو خود غرضی ہے۔ اگر میرا جواب سننا ہے تو فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ میری بات پر لبیک کہنا ہوگا۔ تبھی تمہیں میری طرف سے جواب بھی ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چاہئے کہ میرے حکموں کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لاویں۔ تا کہ ان کا بھلا ہو''۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23صفحہ472)

پھر دعا کی قبولیت کے لئے پانچویں بات یہ ہے کہ انسان تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی مَیں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے''۔ فرماتے ہیں کہ ''اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔ (البدر۔ جلد 2نمبر14مورخہ 24؍اپریل1903ء صفحہ107)

پس جب گناہوں سے بچنے کی کوشش ہوگی اور ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکار بھی جا رہا ہوگا کہ اے خدا تو کہاں ہے؟ میں تیرے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں، ان گناہوں سے چھٹکارا پانے کی دعا کرتا ہوں، آ اور مجھے ان سے چھٹکارا دلا۔ تو یہ دُعا پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچنے والی ہوگی اور قبولیت کا درجہ پائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنے والا بندہ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی آواز سنے گا۔ پس گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ کا عبد بنانے کے لئے دعاؤں کی قبولیت کے لئے ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''یاد رکھو کہ سب سے اوّل اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں، وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں''۔ (ملفوظات جلد 5صفحہ 617 جدید ایڈیشن)

پس اپنی دوسری حاجات بھی اگر پوری کرنی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے اس نسخے پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسے آپؑ فرماتے ہیں۔ ''تم اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش اور اس کے لئے دعا کرو تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ہر مشکل گھڑی میں اس کے کام آئے گا۔ اس کو اِنِّیْ قَرِیْبٌ کا نظارہ دکھائے گا اور اسے اپنی آغوش میں لے گا، ضروریات اس کی پوری کرے گا۔

پھر یہ بات پہلے بھی آ گئی ہے لیکن اس کو علیحدہ بھی رکھا جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قبولیت دعا کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ضروری ہے۔ دین کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی لہو و لعب چھوڑنا ضروری ہے۔ ہمارے عہد میں بھی ایک فقرہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، خدام الاحمدیہ کے عہد میں بھی ہے۔ اسی طرح آٹھویں شرط بیعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے وہ یہ ہے کہ ''یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا''۔ پس یہ ہے دین کو دنیا پر مقدم سمجھنا کہ ایک انسان، ایک احمدی کو، اپنے ہر عمل سے جو بھی عمل وہ کرتا ہے اس سے پہلے یہ خیال رہے کہ مَیں مسلمان ہوں۔ مَیں وہ مسلمان ہوں جس نے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو بھی مانا ہوا ہے۔ اس لئے میری یہ کوشش ہے کہ میرے سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس سے دین کی عزت پر کوئی حرف آتا ہے۔ مجھے اپنی اور اپنے خاندان سے زیادہ اللہ کے دین کی عزت پیاری ہے۔ دین کی عزت کی خاطر اگر دنیاوی نقصان اٹھانا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ یہ عہد کرے ہر احمدی تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں بھی دعاؤں کو سنوں گا اور قبولیت دعا کے نظارے دکھاؤں گا۔

پھر ساتویں بات یہ ہے کہ ’’اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو‘‘۔ (الحکم جلد 9نمبر2مورخہ 13؍جنوری 1905ء صفحہ 3)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں اور مستقل مزاجی سے یہ حالت جاری رہنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 207۔جدید ایڈیشن)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي یعنی چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ اس بات کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی عملی حالتوں کو سنوارنے کی اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی ایمانی حالتوں کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب پانے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور یہ ایک ایسی دعا ہے جو باقی دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ مومن کا قدم ایک جگہ پر رُک نہیں جاتا۔ جب ایک مومن نیک اعمال بجا لاتا ہے تو ان میں بھی مختلف درجے ہیں۔ ترقی کا میدان کھلا ہے۔ ایک مومن جب ایمان لاتا ہے تو ایمان میں بڑھنے کے درجے ہیں۔ پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے ان درجوں میں بڑھنے کی کوشش اور دعا ہونی چاہئے۔ جتنے درجے بڑھیں گے اتنا خدا کا قرب حاصل ہوگا، اتنی جلدی بندے کو اس کی پکار کا جواب ملے گا۔

پھر آٹھویں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قانون قدرت بنایا ہوا ہے اس کے اندر رہتے ہوئے دعا ہو تو وہ دعا سنی جاتی ہے۔ اگر اس سے باہر ہے تو وہ دعا قبولیت کا درجہ نہیں رکھتی۔ جتنا بھی انسان چیختا چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمہاری وہی دعائیں سنوں گا جو میری تعلیم اور قانون کے اندر رہتے ہوئے ہوں۔ پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ضروری شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ ایک حکم یہ ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے قرآن کریم میں اس کے مختلف احکامات ہیں۔ لیکن اگر ایک انسان دوسرے کے حقوق غصب کر رہا ہو اور پھر اللہ سے مانگے کہ میں تو دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہوں پر تُو مجھ پر رحم فرما تو یہ دعا قبول نہیں ہوتی۔

بعض باپ ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں یا بعض مائیں باپوں کو بچوں کے ذریعہ تکلیف پہنچاتی ہیں اور نہ صرف یہ کہ دونوں طرف کے لوگ خود یہ دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ بچوں سے باپ کا یا ماں کا سایہ دُور رہے بلکہ مجھے بھی دعا کے لئے لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ماں کے یا باپ کے سائے سے محروم رکھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکم تو یہ ہے کہ نہ ماں کو بچے کی وجہ سے تکلیف دو، نہ باپ کو بچے کی وجہ سے تکلیف دو اور جب ایسے جھگڑے ہوتے ہیں اور قضاء میں مقدمے بھی جاتے ہیں۔ دونوں طرف سے حقوق کا تعین بھی ہو جاتا ہے، پھر ایسی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق غصب کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسی جو دعائیں ہیں اس عمل کے بعد پھر وہ بھی قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تعلیم کے خلاف کاموں کو قبول نہیں کرتا، قبولیت کا درجہ نہیں دیتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لکھا ہے کہ ایک شخص خانہ کعبہ میں حج پر گیا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ میری محبوبہ کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے تاکہ وہ مجھے مل جائے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک چور نے بتایا کہ میں چوری پر جانے سے پہلے دو نفل نماز پڑھتا ہوں کہ اللہ میاں مجھے کامیابی عطا کرے۔ یعنی نعوذ باللہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ظلم اور بدکاری میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح بعض نام نہاد پیر ہیں اور بزرگ ہیں وہ بھی اپنی دعاؤں کی قبولیت کے دعوے کرتے ہیں۔ بعض جاہل ان سے بڑے متاثر ہو رہے ہیں۔ بعض ایسی کہانیاں قبولیت دعا کی اپنی بیان کر رہے ہوتے ہیں جو سراسر جھوٹی اور خلاف عقل اور خلاف قانون شریعت ہوتی ہیں۔ اسی طرح ٹونے ٹوٹکے کرنے والے لوگ ہیں۔ جاہلوں کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ تو ایسی دعاؤں کو سنتا ہے اور نہ ہی ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے قریبی ہیں یہ سب جھوٹے دعوے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم احمدی جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے اس جہالت سے پاک ہیں۔ پس اپنی دعاؤں کو اس طریق پر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ایسی دعائیں کروانی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر لے جانے والی ہوں اور اللہ کا قرب دلانے والی ہوں۔

پھر نویں بات جو دعاؤں کی قبولیت کے لئے ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے یہ ہے کہ دعائیں صرف تکلیف اور تنگی کے وقت نہ مانگی جائیں۔ ایسے حالات میں نہ ہوں کہ جب تکلیف اور تنگی پہنچی تو دعائیں کی جا رہی ہوں بلکہ امن اور اچھے حالات میں بھی خدا کو یاد رکھا جائے۔ صرف رمضان میں ہی نیک اعمال کی طرف توجہ پیدا نہ ہو بلکہ عام دنوں میں بھی نیکیوں کی طرف توجہ ہو تو پھر رمضان میں کی گئی دعائیں بھی پہلے سے بڑھ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوتی ہیں۔

پھر دسویں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق دعا کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں جلد بازی نہ ہو۔ تھوڑے عرصے کے بعد بندہ تھک نہ جائے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں لگا نہ رہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کا پیارا بیٹا یوسف علیہ السلام جب بھائیوں کی شرارت سے ان سے الگ ہو گیا تو آپ چالیس برس تک اس کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ اگر وہ جلد باز ہوتے تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا۔ آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف کو لے ہی آئیں۔ اس عرصہ دراز میں بعض ملامت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ تُو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے۔ مگر انہوں نے یہی کہا کہ میں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اگر دعاؤں میں محروم رکھنا ہوتا تو وہ جلد جواب دے دیتا‘‘۔ نبی کو جواب دے دیتا۔ عام انسان کی نسبت، ایک عام مومن کی نسبت، نبی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بہت زیادہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں ’’مگر اس سلسلے کا لمبا ہونا قبولیت کی دلیل ہے کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا۔ وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازے پر بٹھائے تو آخر اُس کو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد6نمبر46مورخہ 24؍دسمبر1902ء صفحہ2۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر2صفحہ724)

اللہ تعالیٰ تو بہت کریم ہے۔ جتنی دیر تک دعائیں مانگتے رہو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ انکار کر دے بلکہ جو کنجوس ترین آدمی ہے اس کے دروازے پر بھی جاؤ تو اگر مانگنے والا لمبا عرصہ بیٹھا رہا تو وہ بھی کچھ نہ کچھ اس کو دے دیتا ہے۔ پس مستقل مزاجی اور صبر بھی دعا کرنے کی بہت اہم شرط ہے۔ یہی الٰہی جماعتوں کا ہمیشہ وطیرہ رہا ہے۔ جتنا زیادہ دعا کا موقع ملتا ہے اللہ کا بھی یہ سلوک رہا ہے کہ اتنے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ پس پاکستان میں بھی اور بعض دوسرے ممالک میں بھی جہاں احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں اُن کو یہ فکر نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی اور ظلمت کے تمام بادل چھٹ جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی گھٹائیں آئیں گی، انشاء اللہ۔ گو ابھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر احمدی کا ہاتھ تھاما ہوا ہے لیکن پہلے سے بڑھ کر اس کے نظارے دیکھیں گے۔ اس رمضان سے بھی فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے در پر پڑ جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں ہمارے قریب تر آیا ہوا ہے۔ یہ ابتلاؤں کی گرمی اور رمضان کی گرمی یقیناً ہماری دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دلانے والی ہیں۔ پس ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر دعا کی قبولیت کے لئے گیارھویں بات یہ ہے کہ دعا کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تضرع اور زاری کی جائے، ایسی تضرع اور زاری جو بچے کی طرح آہ و بکا کرنے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کرا لاتی ہیں؟ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 652)۔ جب وہ پکارتا ہے تو ماں کے دُودھ کو کھینچ لاتا ہے۔ یہ مثال دے کر آپؑ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تضرع اور زاری سے کی گئی دعائیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہیں اور پھر قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں: میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو۔ تو وہ اس کے فضل اور رحم کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں: چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور اپنی مشکلات پیش کرے اور ایسی دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جائے، اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے، اس کی باتوں پر لبیک کہتے ہوئے، اس پر ایمان کامل کرتے ہوئے جو دعائیں کی جائیں گی، وہ خدا تعالیٰ کے حضور سے جواب پانے والی ہوں گی۔ اور پھر فرمایا کہ ایسے لوگ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو يَرْشُدُونَ کے زمرہ میں آتے ہیں تو پھر ہدایت یافتہ

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہوں گے۔ان کو جوراستہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا بتا دیا اس پر وہ ہمیشہ کے لئے چلتے چلے جائیں گے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر لبیک کہنے والے ہوں گے۔ایمان میں ترقی کی منازل طے کرتے چلے جانے والے ہوں گے۔ پھر وہ یہ سوال نہیں کریں گے کہ بتا اللہ کہاں ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے دامن سے جڑ کر وہ اعلیٰ معیار کو حاصل کرتے ہوئے اپنے محبوب کو آمنے سامنے دیکھنے والے ہوں گے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق اس مقام سے ترقی کریں گے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے بلکہ وہ اپنی عبادتوں میں وہ معیار حاصل کرنے والے ہوں گے جس میں وہ بھی خدا کو دیکھ رہے ہوں گے۔

پس اس رمضان میں ہمیں یہ معیار حاصل کرنے چاہئیں۔ جب ہم یہ معیار حاصل کرلیں تو ہماری نمازیں اللہ تعالیٰ کا قرب پاتے ہوئے روزے کی معراج بن جائیں گی اور ہمارے روزے ہماری نمازوں کی معراج بن جائیں گے۔

رمضان جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ رمض سے نکلا ہے اور رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں اور رمضان میں دو تپشیں ہیں۔ ایک کھانا پینا اور جسمانی لذتوں کو چھوڑنا اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک جوش پیدا ہونا۔

پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ کہ میری آواز پر لبیک کہو۔ ہم اس تپش پر جو رمضان نے ہمارے اندر پیدا کر دی ہے۔زیادہ سے زیادہ ان روزوں اور ان عبادتوں سے فیض اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر پہلے سے بڑھ کر عمل کرنے والے بنیں کہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ دو۔ پھر حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دو۔ حقوق العباد کی ادائیگی بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ بلکہ جو بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے کہ میرے بندے میری آواز پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ ہر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے جیسا کہ مَیں پہلے بتا کر آیا ہوں۔ تبھی ہم حقیقی ہدایت یافتہ کہلانے والے ہوں گے۔ تبھی خدا تعالیٰ ہماری باتوں کا جواب دے گا۔ پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ قرآن رمضان کے بارہ میں اترا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے احکامات اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دلانے والے اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلانے والے ہیں۔ رمضان میں ایک مومن اس طرف خاص طور پر توجہ پیدا کرے۔ ان ہر دو حقوق کی ادائیگی کے لئے ایک جوش پیدا کرے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزے دار کا روزہ افطار کروائے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ اور رمضان کے دنوں میں خود آنحضرت ﷺ کا اپنا عمل بھی کیا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ رمضان میں صدقہ خیرات اور دوسروں کی مدد میں اپنا ہاتھ اتنا کھلا کر لیتے تھے کہ جس طرح ایک تیز ہوا چل رہی ہوتی ہے اسی طرح آپ خرچ کر رہے ہوتے۔

(بخاری کتاب الصوم ۔باب وجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان)

یہ اس لئے تھا کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم بھی ہے، اس پر بھی رمضان میں پہلے سے بڑھ کر عمل ہو۔

پس ہر مومن کا بھی فرض ہے کہ ایمان میں ترقی کے لئے اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے خاص طور پر اس مہینے میں توجہ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہر سال رمضان کے روزے مقرر کر کے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ توجہ دلاتا ہے کہ یہ مہینہ جس میں قرآن اترا اور یہ احکامات جن کے بارے میں قرآن کریم کی تعلیم ہے اس رمضان میں روحانی ترقی کے لئے روزے رکھتے ہوئے، روحانی ترقی میں ایک تپش پیدا کرتے ہوئے اس طرف خاص توجہ دو اور ہدایت پانے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ ان ہدایت یافتہ لوگوں میں جن کے معیار ہمیشہ اونچے سے اونچے ہوتے جاتے ہیں۔ ان اعمال کے بجالانے میں ایک ذوق پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ تبھی رمضان تمہیں فائدہ دے گا اور تبھی تم لبیک کہنے والے ہو گے۔ تبھی تم ایمان میں ترقی کرو گے یا کرنے والے کہلاؤ گے۔ تبھی تم ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ کے پیار کی آواز 'میرے بندے' کا صحیح لقب پانے والے ہو گے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے نشان دیکھو گے۔ تبھی اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے نظارے دیکھو گے اور تبھی اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں داخل ہونے والے بن سکو گے۔ پس اس آیت میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ کیوں تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں اور کیوں رمضان سے قرآن کی خاص نسبت ہے۔ اس لئے کہ تپش کا ایک خاص ماحول میسر آ کر روزے کے ساتھ قرآن پر غور کر کے، حقوق اللہ اور حقوق العباد پر غور کر کے معیاروں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے اور سال کے دوران جو کوتاہیاں اور سستیاں ہو گئی ہیں ان کا مداوا ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے خالص بندے سے خدا تعالیٰ نے توقع کی ہے۔ ہم اپنی روحانی تپش کے وہ معیار حاصل کریں جن سے ہماری دعائیں عرش تک پہنچ کر اجابت کا درجہ حاصل کرنے والی ہوں اور ہم اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔

خطبہ ثانیہ کے درمیان فرمایا۔

ایک افسوسناک خبر ہے کہ گزشتہ دنوں کراچی میں ہمارے دو ڈاکٹر صاحبان شہید کر دیئے گئے۔ ان دنوں رمضان میں بھی یہ احمدیوں کو شہید کر کے سمجھتے ہیں کہ بڑا ثواب کما رہے ہیں۔ پہلے تو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت میں جب وقف منظور ہوا تھا تو ان کو بطور ڈاکٹر گیمبیا بھجوایا گیا تھا۔ پھر یہ سیرالیون، نائیجیریا، گھانا، لائبیریا مختلف جگہوں پر رہے اور بڑی خدمات انجام دیتے رہے۔ شروع میں ڈاکٹروں کے حالات بڑے سخت تھے۔ بڑی قربانی سے انہوں نے وہاں اپنا وقت گزارا۔ پھر 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت سے واپس کراچی آ گئے تھے انہوں نے وہاں کلینک کھولا۔ وہاں بھی آپ حلقہ کے صدر رہے۔ سیکرٹری اصلاح وارشاد بھی رہے۔ اچھے پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ مریضوں کو بھی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان کے ذریعہ سے کئی بیعتیں ہوئی ہیں اور اسی وجہ سے مخالفین کی آپ پر نظر تھی اور بعض دفعہ کافی دھمکیاں وغیرہ بھی ملتی رہیں۔ 20 ستمبر کو کلینک سے جب گھر آ رہے تھے تو ان کو اغواء کیا اور پھر راستے میں گولیاں مار کر، فائر مار کر شہید کر دیا۔ وہیں ان کی لاش پڑی رہی۔ دو دن کے بعد اس جگہ سے ان کی لاش ملی۔ ان کے بچے بھی ڈاکٹر ہیں۔

ہمارے دوسرے شہید بھی ڈاکٹر ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر شیخ مبشر احمد صاحب۔ یہ بھی کراچی کے ہیں۔ ان کو 26 ستمبر کو شہید کیا گیا۔ یہ کلینک میں آئے ہیں کار سے باہر نکل رہے تھے کہ دو آدمی جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے ان کو فائر کر کے شہید کر دیا۔ فوری طور پر ان کو زخمی حالت میں کلینک لے جایا گیا لیکن جانبر نہ ہو سکے اور شہادت پائی۔ گزشتہ سال 2006ء میں ان کے بھانجے بھی اسی جگہ شہید کئے گئے تھے۔ کالج آف نرسنگ کے پرنسپل تھے۔ جناح ہسپتال میں پروفیسر تھے۔ اچھے سوشل ورکر تھے۔ غریبوں سے ہمدردی کرتے تھے۔ کسی بھی نافع الناس وجود کو یہ لوگ نہیں چھوڑتے اور صرف اس لئے کہ کیونکہ یہ احمدی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر دو شہداء کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی انشاء اللہ جمعہ کی نماز کے بعد میں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھوں گا۔

تحریک جدید کا مالی سال

تحریک جدید کا مالی سال 31/اکتوبر 2007ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اب اس میں چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ ایسے مخلصین جماعت جنہوں نے ابھی تک اپنے وعدہ جات کی سو فیصد ادائیگی نہیں کی وہ جلد ادائیگی کر کے عنداللہ ماجور ہوں تاکہ وہ اللہ کے فیوض و برکات سے حصّہ پاسکیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَآء

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

بقیہ:حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض انتباہات

از صفحہ نمبر 4

اور کچھ اندازے پیش کئے تھے جو اندازے دراصل ایک ایمانی کیفیت پر مبنی ہیں مگر ان کے پیش کرنے میں ایک لحاظ سے غلطی ہوئی۔ میں نے اندازہ پیش کیا تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ پاکستان میں جو فسق و فجور اور فساد کا سیلاب بڑھتا چلا جا رہا ہے، اونچا ہو رہا ہے بالآخر اس نے عدالت عظمیٰ کو بھی ڈبو دینا ہے اور ڈبو رہا ہے۔ عدالت عظمیٰ کہنا چاہئے یا عدالت علیاء یعنی سپریم کورٹ۔ اس سلسلے میں مَیں نے یہ اندازہ پیش کیا تھا کہ ممکن ہے کہ اس سیلاب کے نتیجے میں وہ کانسٹی ٹیوشن ہی بہ جائے جس کانسٹی ٹیوشن نے ظلم وتعدی کا ایک سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ ظاہری لفظوں میں یہ غالبًا نہ کہا ہو مگر مضمون یہی تھا جس سے بہت سے احمدی یہ امید لگا بیٹھے تھے کہ اس مرتبہ وہ کانسٹی ٹیوشن جس نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے رکھا ہے وہ پوری طرح اس سیلاب کی نظر ہو جائے گی۔ یہ اندازہ غلط نکلا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر کسی اور طرح ظاہر ہوئی ہے۔

اس سلسلہ میں چند باتیں جن پر مَیں اصرار کرنا چاہتا ہوں خواہ آپ اسے سردست پوری ہوتی ہوئی نہ بھی دیکھیں لیکن آئندہ ضرور پوری ہوتی دیکھیں گے وہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور موجودہ صورت حال نے جیسے پلٹا کھایا ہے وہ بھی آپ کو بتاتا ہوں۔ خیال یہ تھا کہ عدالت علیاء یعنی سپریم کورٹ جس آئینی بحران کا شکار ہو چکی ہے اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ آئین جس نے عدالت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے وہ آئین بھی اس دور میں ہم سے رخصت ہو اور نیا آئین بنے جس میں انصاف اور تقویٰ پر بنا ہو۔ یہ توقع تھی اور اس توقع کی وجہ ملک کی خیر خواہی ہی تھی کیونکہ مَیں اب بھی یقین رکھتا ہوں کہ اگر یہ آئین جس کا مَیں ذکر کر رہا ہوں یہ اسی طرح رہنے دیا گیا اور کوئی اور تبدیلی کا دور ایسا نہ آیا کہ اس آئین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دے تو یہ آئین ملک کو برباد کر دے گا اور اگر یہ آئین توڑا گیا تو بہتر ہے ورنہ یہ آئین ملک کو توڑ دے گا۔ اس لئے آخری بھلائی اور خیر سگالی ملک کی ہے۔ یہ بات ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یا آئین رہے گا ورنہ اس آئین کو ملک کے توڑنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے گی۔ یہ کیسے اور کب ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر میرا یہ اندازہ تھا کہ شاید ابھی ارباب حل وعقد کو اتنی ہوش آ چکی ہو کہ وہ دیکھ لیں کہ یہ آئین اب ملک کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ ردی کا پرزہ ہے جسے پھاڑ دینا ضروری ہے۔ اور اس آئین کے ساتھ اس ظلم کا بھی پھاڑا جانا ضروری تھا جو جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ اس آئین میں جتنی دفعہ بھی تبدیلیوں کی کوشش ہوئی ہے ہر تبدیلی کے وقت انصاف کے اس تقاضے کو بھلا دیا گیا کہ بنیادی طور پر یہ آئین نہ وہ آئین ہے جو قائداعظم چاہتے تھے، نہ وہ آئین ہے جو انصاف اور تقویٰ کا تقاضا چاہتا ہے اور خصوصاً اس آئین میں بار بار جماعت احمدیہ کے بنیادی حقوق کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

یہ وجہ ہے جو مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر یہ قانون یا یہ بنیادی ملک کا قانون جماعتی حقوق کو اسی طرح نظر انداز کرتا رہا اور اس میں مناسب تبدیلیاں نہ لائی گئیں تو پھر یہ قانون خود اس ملک کو چاٹ جائے گا جس ملک نے ہمارے حقوق چاٹے ہوئے ہیں۔ اس میں کسی انسانی کوشش کا کوئی دخل نہیں، کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس ملک کے قانون بنانے والوں کا خود اب آئندہ اس میں امتحان ہے کہ وہ ناجائز، غیر منصفانہ قانون کو ملک پر ٹھونسے رکھیں گے یا اسے تبدیل کریں گے۔

یہ پہلو جو ہے یہ درستی کے لائق اس لئے ہے کہ احباب نے میرے خطبے سے کچھ ایسی توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ گویا آئندہ جمعے سے پہلے پہلے ملک کو ہوش آ چکی ہوگی۔ لیکن ان کی بدقسمتی کہئے یا خدا تعالیٰ کی تقدیر کہ کچھ مخفی پہلو تھے جو میری نظر میں نہیں تھے جن کی وجہ سے اب اس معاملے میں کچھ تاخیر ہے۔ جو مخفی پہلو تھے ان میں سے ایک بات جو اب سامنے ابھری ہے وہ یہ ہے کہ جو صدر صاحب پہلے گزرے ہیں وہ خود ایک نامنصف صدر تھے اور جماعت اسلامی سے ان کے گہرے مراسم تھے جو شروع سے چل رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قاضی صاحب (مراد جماعت اسلامی کے لیڈر قاضی حسین احمد۔ مرتب) بے وجہ اچھلتے رہے ہیں۔ یعنی پلّے میں کچھ ووٹ ہی نہیں تھے، ملک کی حمایت حاصل نہیں تھی لیکن شیخیاں ایسی بگھار رہے تھے کہ گویا سارے ملک پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ اور اس آئینی بحران سے پہلے ان کے بیانات سے یوں لگ رہا تھا جیسے آئندہ دو سال کے لئے ملک پر صدر کے طور پر ٹھونس دئے جائیں گے یا وزیر اعلیٰ کے طور پر ٹھونس دئے جائیں گے۔ چنانچہ کراچی میں جو جلسہ ہوا، دوسری جگہ جو انہوں نے بیانات دئے ان سب بیانات میں بچگانہ شوخی پائی جاتی تھی جس کا عقل سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ ایک ایسا جسے قوم بار بار ردّ کر چکی ہو، بڑے بڑے دعاوی کے باوجود، ٹیلی ویژن کے انتظامات کرنے کے باوجود قوم نے پہلے سے بھی بدتر سلوک کیا ہو اور محض ایک شیخی بگھارنے والے مولوی سے زیادہ اس کو وقعت نہ دی ہو ان کے یہ بڑے اصرار کے ساتھ دعاوی اور اس بحران کے دوران کراچی میں جا کر جلسہ عام میں یہ اعلان کرنا کہ بعید نہیں کہ یہ ملک اب دو سال کے لئے ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ دو سال کی مدت کا تصور کیوں آیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پانچ یا دس سال بھی تو ہو سکتا تھا۔ یہ کوئی اندر کھاتے جس کو کہا جاتا ہے ان کا کوئی معاہدہ صدر مملکت سے تھا اور وہ شروع سے ہی جماعت اسلامی کی حمایت کر رہے ہیں اس لئے بعید نہیں تھا کہ وہ اسمبلی کو محروم کر دیتے یعنی Desolve کر دیتے اور پھر ان کو یہ بہانہ ہاتھ آ جاتا کہ وقتی طور پر، عبوری طور پر دو سال کے لئے ملک جماعت اسلامی کے سپرد کر رہا ہوں اور پھر ان کا خیال یہ تھا کہ جماعت اسلامی جو پر پرزے نکالتی تو اس کے نتیجے میں ہمیشگی کے لئے ان کو ملک پر مسلّط کر دیا جاتا لیکن بعید نہیں تھا کہ پر کاٹ دئے جاتے جو جماعت اسلامی نکالتی اور ان کے مسلّط ہونے کا سوال ہی کوئی نہیں تھا۔ اگر صدر صاحب یہ کوشش کرتے تو صرف اس صورت میں ممکن تھا کہ فوج ان کی حمایت کرتی اور ان کے ذہن میں یہ بات رچی بسی تھی کہ فوج میری حمایت میں ہے۔ اس بناء پر واقعةً جماعت اسلامی کو مسلط کیا جا سکتا تھا اگر فوج کی پوری پشت پناہی حاصل ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے جسے ہم بظاہر ایک اپنے لئے مکروہ فعل دیکھ رہے ہیں کہ وہ انقلاب ابھی نہیں آیا کیونکہ اگر وہ انقلاب ابھی آ جاتا اور موجودہ ٹولے کو فوقیت مل جاتی تو یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ ہماری فوج ان کے ساتھ ہوتی اور اگر فوج صدر صاحب کے ساتھ ہوتی تو لازماً انہوں نے دو سال کے لئے جماعت اسلامی کو مسلّط کر دینا تھا۔

پس جس چیز میں ہم اپنی برائی دیکھ رہے ہیں خدا کی تقدیر کی نگاہ میں وہ بھلائی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کیونکہ یہی تجزیہ جو حالات کا میں پیش کر رہا ہوں کئی پاکستان کے دوسرے دانشوروں نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی بلا سے ملک کو بچا لیا ہے۔ مگر کچھ بلائیں ابھی باقی ہیں۔ وہ جو آئینی بحران ہے وہ تو جاری ہے اور آئندہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے لیکن اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ آئینی بحران اسی طرح جاری ہے اور ابھی حل نہیں ہوا۔ بہت سے مقدمات جواب جاری ہوئے ہیں بعض لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ سابقہ چیف جسٹس کو ہٹانے کا یہ اقدام کریں تو اسی اقدام کے تحت آج جو سپریم کورٹ میں بہت سے جج مسلط ہیں ان کو بھی اسی اقدام کے تابع نکلوا دیا جائے۔ یہ جھگڑا، یہ لڑائیاں، یہ فسق و فجور، یہ فساد آپس کے، یہ الزامات کہ کروڑ روپیہ کھا کر ججوں نے اپنے مؤقف کو بدلا ہے یہ اسی طرح فضا میں اچھل رہے ہیں اور پاکستان کا ایک بھیانک تصور باقی دنیا میں پیش کر رہے ہیں۔ ان حالات کو مستقل جاری نہیں رہنا۔ یہ حقیقت ہے اور جاری رہ ہی نہیں سکتے۔ جس ملک میں اس قسم کا فساد ہو آخر کچھ نہ کچھ اس فساد کے نتیجے میں انقلاب آنا چاہئے۔ وہ انقلاب اگر قانون یعنی موجودہ آئین کو بہا نہ لے گیا تو پھر وہی بات ہوگی کہ آئین اس ملک کو بہا لے جائے گا۔ یہ فکر ہے جس کے لئے مَیں جماعت کو بھی متوجہ کرتا ہوں کہ دعاؤں میں اس ملک کو یاد رکھیں۔ اکثر احمدیوں کا وطن نہیں ہے کیونکہ بھاری اکثریت احمدیوں کی اب دوسرے ملکوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ لیکن اگر میرا وطن ہے یا ان کا وطن ہے جن کی کوششوں اور قربانیوں سے دراصل ساری دنیا میں احمدیت پھیل رہی ہے تو پھر تمام دنیا کو اس ملک سے اس قدر ہمدردی ہونی چاہئے کہ اسے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کی بھلائی فرمائے اور ملک کی رائیں اور آئین تبدیل ہو لیکن ملک ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ یہ وہ دعا ہے جس کی طرف میں سمجھتا ہوں کہ توجہ کرنا لازم تھا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/دسمبر 1997ء)

❁......12/دسمبر 1997ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں بیان فرمودہ مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے پاکستان کے دردناک حالات کا ذکر کرتے ہوئے کھلا کھلا انذار فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الانعام کی آیات 66 تا 68 کی تلاوت کی اور فرمایا:

”قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ (سورہ الانعام آیات 66 تا 68)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے، تو ان سے کہہ دے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے بھی عذاب نازل کرے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے بھی یا تمہیں ایک دوسرے کے خلاف آپس میں مختلف گروہوں کی صورت میں لڑا دے اور تم میں سے بعض کی طرف سے بعض کو تکلیف پہنچائے۔ دیکھ ہم دلیلوں کو کس طرح بار بار بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھیں۔ اور تیری قوم نے اس امر یعنی پیغام محمد رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا قرار دیا ہے

حالانکہ وہ سچا ہے۔ تو ان سے کہہ دے کہ مَیں تمہارا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک پیشگوئی کی ایک حد مقرر ہوتی ہے اور تم جلد ہی حقیقت کو جان لو گے۔

یہ سورۃ الانعام کی وہ آیات ہیں جن کا آج کل ہمارے ملک پر بعینہٖ اطلاق ہو رہا ہے۔ اور اس قوم نے جو اپنے وقت کے امام کو جھٹلایا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا نمائندہ تھا تو عملاً انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کا انکار کر کے آپؐ ہی کی تکذیب کی ہے خواہ یہ منہ سے مانیں یا نہ مانیں، اس حقیقت سے کوئی انکار ممکن نہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوئے تھے، جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی ظاہر ہوئے، تو پھر آپؑ کا انکار آنحضرت ﷺ کے فرمودات کا انکار ہے اور اس انکار کے نتیجہ میں جو کچھ خدا تعالیٰ ایسی قوم سے سلوک فرمایا کرتا ہے ان آیات میں اسی کا ذکر ہے۔

فرمایا: قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ ان کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے سر کے اوپر سے بھی عذاب لے آئے اور پاؤں کے نیچے سے بھی عذاب نکال دے یا تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے، گروہ در گروہ بانٹ دے يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اور تم میں سے ایک گروہ کی طرف سے دوسرے کو تکلیف پہنچے اور آپس میں لڑائی پیدا ہو اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔ دیکھ ہم کس طرح کھول کھول کر اپنے نشانات کو بیان کرتے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھ سکیں۔ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَق اور تیری قوم نے تجھے جھٹلا دیا حالانکہ جو بات تو لے کر آیا وہ حق تھی۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ان سے کہہ دے کہ میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ اللہ کی تقدیر جو فیصلہ کرنا چاہے گی وہ کرے گی اور میں اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ تمہیں اللہ کی تقدیر سے نہ میں بچا سکتا ہوں نہ کوئی اور بچا سکتا ہے۔ یہ مفہوم ہے قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ کا۔ تم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہو، ان اعمال کی سزا چکھو گے تو مجھے ذمہ دار قرار نہ دو۔ لیکن اِس قوم کو دوسری قوموں کی طرح یہ عادت پڑ چکی ہے کہ اپنے گناہوں کی پاداش کو دوسروں کی طرف منتقل کرتے ہیں۔ وہ ذمہ داری خود قبول کرنے کی بجائے کسی دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے اس بات کا خوب کھول کر اعلان کیا تھا کہ توقع تھی کہ یہ ملک اس آئین کو جو عملاً ردّی ہو چکا ہے خود پھاڑ کر پھینک دے گا اور یہ بڑھتا ہوا سیلاب اگر آئین کو غرق نہ کر سکا تو یہ آئین ایسا غلط آئین ہے کہ یہ اس ملک کو غرق کر سکتا ہے۔ یہ ایک تنبیہ تھی اور بالکل صحیح تنبیہ تھی۔ اس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ بعینہٖ یہی بات قوم کی آواز تھی۔ لیکن جیسا کہ مُلّانوں کی عادت ہے انہوں نے وہ شور و غوغا مچایا سارے ملک میں کہ مرزا طاہر احمد نے اس بحران میں اپنا ملوث ہونا تسلیم کر لیا ہے اور یہ سارا بحران قادیانیوں کی کارروائی ہے۔ ایسے احمق لوگ ہیں کہ سوچ ہی نہیں رہے کہ یہ بات کیا کر رہے ہیں۔ اس بحران میں ملوث کون لوگ ہیں؟ ایک نواز شریف صاحب، ایک صدر مملکت، ایک سجاد صاحب جو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس تھے اور کہتے ہیں کہ اب بھی ہوں اور دوسرے تمام چیف کورٹس کے جسٹس صاحبان اور مختلف صوبوں کی صوبائی عدالت انصاف کے نمائندے بھی۔ یہ سارے لوگ اس بحران میں ملوث ہیں۔

اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ بحران قادیانیوں نے پیدا کیا ہے تو ان سب پر مقدمہ ہونا چاہئے۔ ہر ایک کو عدالت میں پیش ہونا چاہئے اور ان سے پوچھا جائے کہ کیوں نواز شریف صاحب آپ کو جب قادیانیوں نے ملوّث کیا تھا تو ملوّث ہوئے کیوں؟ کچھ عقل کرنی چاہئے تھی!؟ قادیانی آپ کو اکسا رہے تھے اور آپ اچھل کر پھر اس معاملے میں دخل دینے لگے اور عدالت عالیہ سے ایک بحران میں الجھ گئے۔ اور پھر جسٹس سجاد سے سوال ہونا چاہئے تھا، چیف جسٹس بنے ہوئے ہو آپ کو اتنی عقل نہیں کہ قادیانیوں کے کہنے پر آپ نے اس بحران میں دخل دیا ہے۔ پھر باقی سب جج صاحبان کو پکڑنا چاہئے تھا اور لغاری صاحب کو خصوصیت سے پکڑنا چاہئے تھا اس لئے کہ لغاری صاحب نے اپنے بیان میں بعینہٖ یہی بات کہی ہے کہ یہ بحران قادیانیوں نے ہم پر مسلط کر دیا ہے۔ اس کا اوّل کردار تو خود لغاری صاحب ہیں۔ سارا جھگڑا تو ان کے گرد ہی گھوم رہا ہے۔ وہ اور قاضی صاحب یہ دو مل گئے ہیں۔ اللہ نے ایک جوڑی ملا دی ہے لیکن ان دونوں سے پوچھا تو جائے کہ احمقو! تمہیں جب قادیانیوں نے کہا تھا تم نے انکار کیوں نہیں کر دیا اور قادیانیوں کے کہنے پر تم بگٹٹ (یعنی جس کی باگ ٹوٹ جائے) بگٹٹ دوڑے ہو اور اس بحران میں ملوث ہو گئے ہو اور ملک کو ملوث کر دیا ہے۔ یہ ان کی حماقت کا حال ہے۔

دراصل مولویوں کو یہ احساس ہوا ہے کہ یہ آئین تو ٹوٹنے والا ہی ہے اور اگر یہ آئین ٹوٹ گیا تو احمدیوں والی دفعہ بھی ساتھ ہی نکل جائے گی۔ اچانک گھبرا کر وہ بیدار ہوئے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان سب نے بظاہر ایکے کا اعلان کیا ہے کہ ہم اس معاملے میں اکٹھے ہو جائیں گے اور یہ تنبیہ تھی قوم کے دانشوروں کو اور سربراہوں کو کہ احمدیوں والی کلاز (Clause) کو آپ ہاتھ نہ لگانا ورنہ ہم فساد برپا کریں گے۔ اور یہ بات بیوقوف بھول گئے کہ یہ فساد برپا کرنے کی سازش تو قاضی حسین احمد اور لغاری صاحب کی ہے۔ اگر اس معاملے میں فساد برپا ہوتا ہے تو لیڈر شپ ان کے ہاتھ میں آتی۔ اور سارے ملّاں بیوقوف بن جائیں گے اور اگر ابھرے تو اس فساد کے نتیجے میں یہی ابھریں گے۔ عجیب قوم ہے ان کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے معاملات بھی دکھائی نہیں دے رہے۔ دکھائی دیتے ہیں تو سمجھ نہیں آ رہی، ہر طرف حماقت کا دور دورہ ہے۔

اب جو میرے الفاظ تھے وہ یہ تھے ان میں سے ایک تو مَیں بیان کر چکا ہوں۔ ”اگر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا آئین نہ ٹوٹا تو ملک ٹوٹ جائے گا یعنی وہ آئین ملک کو لے ڈوبے گا“۔ یہ اعلان تھا۔ اس کے مقابل پر یہ ایک اعلان سن لیجئے۔ سردار ابراہیم صاحب کہتے ہیں ”جسٹس سجاد، فاروق لغاری کو بھی لے ڈوبے“۔ بعینہٖ وہی بات جو مَیں کہہ رہا ہوں یہ خود مانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ پھر اور بھی (اخبار) جنگ میں اسی طرح لے ڈوبے کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور جو شور مچانے والے ہیں وہ یہ اعلان کر رہے ہیں۔ ”بات کھل گئی، عدلیہ، پارلیمنٹ کا لڑانا قادیانیوں کی سازش تھی“۔ عدلیہ، پارلیمنٹ اور صدر یعنی سارے اتنے احمق لوگ ہیں کہ قادیانیوں کی باتوں میں آ کر ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ تو جو لڑے ہیں ان کو پکڑو، ان کے خلاف مقدمے چلاؤ۔ غدار تو وہ ہیں جو ہمارے کہنے پر لڑ پڑے، میں لندن میں بیٹھا کیسے غدار ہو گیا۔ جو پاکستان میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور ملک سے غدّاری کر رہے ہیں ان کو پکڑو۔ مولانا امجد صاحب ” آئین توڑنے کی سازشیں ہو رہی ہیں اور مرزا طاہر احمد کے خلاف غدّاری کا مقدمہ درج کر کے واپس یہاں لایا جائے“۔ مجھے تو جب لائیں گے آپ، دیکھی جائے گی۔ جو ہیں وہاں ان کو تو پکڑ لو پہلے۔ ان کے خلاف تو غداری کے مقدمے قائم کرو۔ آگے سنئے ” بحران قادیانیوں نے پیدا کیا، لغاری نورانی ملاقات میں اتفاق رائے“۔ لغاری صاحب تو شامل ہیں اس اتفاق میں۔ عجیب وغریب ہستی ہیں یہ۔ خود صدر ہیں سارا جھگڑا فساد انہوں نے مچایا ہوا تھا۔ آخر یہ جھگڑا ان کو لے ڈوبا اور ساتھ قاضی حسین احمد کو بھی لے ڈوبا اور آخر پر مل کر یہ بیان جاری کیا ہے کہ قادیانیوں کی سازش تھی جو یہ بحران پیدا ہوا ہے۔ جسٹس رفیق تارڑ صاحب فرما رہے ہیں، ” حالیہ بحران کے پیچھے قادیانی تھے۔ کھیل کی ناکامی سے سب سے زیادہ نقصان مرزا طاہر احمد اور اس کی جماعت کو ہوا ہے، مریدوں میں بھی کمی آ گئی“۔ سبحان اللہ! حد سے زیادہ احمق قوم ہے۔ یہ جسٹس ہوا کرتے تھے رفیق تارڑ صاحب، ان کی دماغی حالت یہ ہے۔ کہتے ہیں سب سے زیادہ نقصان مرزا طاہر احمد اور اس کی جماعت کو ہوا۔ اور اگر مجھے اور میری جماعت کو ہوا تو اس بحران میں کیسے ملوث ہو گیا۔ لیکن مراد اُن کی یہ ہے کہ میرا بحران نافذ کرنے کا ارادہ ناکام ہوا اس لئے جماعت کو نقصان پہنچا ہے۔ نقصان تو سارا ملک رو رہا ہے کہ ملک کو پہنچا ہے اور اس ملک کے لئے میں نے دعا کا اعلان کروایا تھا کہ ساری جماعت دعا کرے کہ اس ملک کو نقصان نہ پہنچے۔ اگر نقصان پہنچنا ہے تو اس بیہودہ آئین کو پہنچ جائے جو ملک کو ڈبو رہا ہے۔ یہ مریدوں کی کمی والا واقعہ بھی ان سے پوچھنا چاہئے اور ان سے پتہ کرنا چاہئے۔ ” آئین کو ختم کرنے کی سازشیں عروج پر ہیں مرزا طاہر پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔ یہ بات صحیح لگتی ہے کہ قادیانی ملک توڑنے کی سازشوں میں مصروف ہیں“۔ یہ راجہ ظفر الحق صاحب کا بیان ہے۔ آگے ہے ” مرزا طاہر کی تقریر ملک کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کا اعلان ہے۔ اس کے خلاف غدّاری کا مقدمہ چلایا جائے۔ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر ملک کی سالمیت کا تحفظ کیا جائے“۔ یہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے بیٹے کا اعلان ہے۔ اب یہ تو وہ الزامات ہیں جو مجھ پر لگائے جا رہے ہیں اور جماعت پر لگائے جا رہے ہیں۔

اور اب وہ ملک کا اپنا حال جو ملک کے اخباروں میں چھپ رہا ہے اس میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ رفیق باجوہ صاحب، ” آئین متنازعہ ہو چکا ہے ترامیم ختم کر دی جائیں تو 1973ء کا آئین بہترین ہے“۔ یہی تو میں نے کہا تھا کہ وہ ساری ترامیم 73ء کے آئین میں جماعت کے خلاف داخل کی گئی ہیں ان کو ختم کر دینا چاہئے۔ پھر تمہارے بچنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ وہ صاحب جو ہمارے مخالف سمجھے جاتے ہیں اور پہلے سالوں میں بہت مخالفت بھی کی رفیق باجوہ صاحب اب خود یہ اعلان کر رہے ہیں ” ترامیم ختم کر دی جائیں تو 73ء کا آئین بہترین ہے“، ” کیا 73ء کا آئین ناکام ہو گیا ہے؟“ اس موضوع پر دانشوروں کی آراء ہیں۔ ڈاکٹر باسط صاحب،” کوئی آئین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

موجود نہیں اگر تصور کر لیا جائے کہ 73 ء کا آئین موجود ہے تو یہ بھی موجودہ حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ نئے آئین کی ضرورت ہے‘‘۔ جب میں کہوں نئے آئین کی ضرورت ہے تو کہتے ہیں یہ غدار ہے اور سارا ملک کہہ رہا ہے اور کوئی غداری کا مقدمہ قائم نہیں کیا جارہا۔ پھر رفیق باجوہ صاحب کا اعلان،’’ موجودہ آئین تضادات کا شکار ہے جس سے فکر اور عقیدہ کا فقدان ہے۔ 73 ء کا آئین متفقہ آئین تھا مگر بعد میں حکمرانوں نے اقتدار کو طول دینے اور ذاتی مقاصد کے لئے اس میں ترامیم کیں جن سے آئین متنازعہ ہوگیا‘‘۔ یہ کہہ رہے ہیں مَیں نے بغاوت کا اعلان کیا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے کہیں سارے بیان میں کسی بغاوت کا کوئی اعلان نہیں۔ لیکن جو کھلم کھلا بغاوت کا اعلان کررہے ہیں ان کو نہیں پکڑ رہے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا،’’ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت قوم کے اندر ابھرنے والی بغاوت کو منظّم کرکے اس نظام کے خلاف تحریک چلا کر اس کا تیا پانچا کیا جائے‘‘۔ میں نے تو کہا تھا کہ آئین کرے گا اگر کرے گا۔ آئین غلط ہے وہ ملک کو غرق کرے گا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ سارے ملک میں بغاوت ہونی ضروری ہے۔ یعنی پاکستان میں بیٹھا ملّاں بیان دے رہا ہے اور کسی کو جرأت نہیں کہ اس کا منہ بند کرے۔ مسعود صاحب سابق وزیر قانون ہیں وہ فرماتے ہیں،’’ 1973ء کا آئین تمام ملک کی ضروریات پوری کرتا ہے اس میں ترامیم کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے‘‘۔ فضل الرحمان صاحب وہی ملّاں فرماتے ہیں،’’ ملک بے آئین ہو کر رہ گیا ہے اور تمام اقدامات ماورائے آئین اٹھائے گئے ہیں‘‘۔ اب دیکھیں جو ملک بے آئین ہو گیا ہو اس کے آئین کے متعلق اگر میں تبصرہ کروں تو وہ تو بغاوت ہے لیکن ایک ملّاں کہے کہ ملک بے آئین ہو گیا ہے اور ملک کے خلاف بغاوت ہونی چاہئے، آئین کے خلاف نہیں سارے ملک کے خلاف، اس کو کوئی نہیں پکڑتا۔ کموڈور طارق مجید صاحب لکھتے ہیں،’’ اس وقت آئین کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ آئین کی اتنی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ میں خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ آئین ایسے لگے گا جیسے ناقص قسم کا کاغذ کا کوئی ٹکڑا ہو‘‘۔ ناقص ردّی کاغذ کا ٹکڑا مجھے تو یاد نہیں کہ میں نے کہا ہو لیکن اگر میں نے کہا بھی تھا تو یہی تو بات ہے جواب ملک کے دانشور کہہ رہے ہیں کہ ردّی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ اس قانون کی حیثیت نہیں رہی۔ سلطان سہروردی صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں،’’ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے بارہ میں کوئٹہ بنچ کے فیصلے کے بعد یہ کہنا کہ آئین ابھی باقی ہے منافقت کے سوا کچھ نہیں‘‘۔ پس یہ ساری قوم جھوٹ اور منافقت اور تضادات کا شکار ہو چکی ہے۔ غنویٰ بھٹو صاحبہ لکھتی ہیں،’’ نظام تبدیل کئے بغیر ملک بحرانوں سے نہیں نکل سکتا‘‘۔ روزنامہ خبریں میں ایک اداریہ لکھا گیا ہے جس میں بہت سی تفاصیل، بہت سے مشورے دئے ہیں جو بعینہ ان نتائج کے مطابق ہیں جو میں نے اخذ کئے تھے۔ لیکن بعینہ مطابق ہیں کہنا درست نہیں اس سے بہت زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں اور ملک کے اندر رہتے ہوئے یہ لوگ کھلم کھلا ملک کے خلاف بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اعلان کے ساتھ آئین کو ردّی کا ٹکڑا قرار دے رہے ہیں۔ وہی الفاظ استعمال کر رہے ہیں کہ یہ بحران اس کو بھی لے ڈوبا، اسکو بھی لے ڈوبا، عدالت علیاء کو بھی لے ڈوبا اور صدر کو بھی لے ڈوبا۔

اب بتائیں سازش کس کی ہے۔ یہ ساری باتیں ہم یہاں بیٹھے قوم سے کروا رہے ہیں!!؟ اگر ساری قوم اس قدر پاگل ہو چکی ہے کہ یہاں بیٹھے میرے کہنے کے مطابق بحران کے بعد بحران کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے تو ساری قوم کو غدّار قرار دے کر پھانسی دے دینی چاہئے پھر۔ لیکن مَیں یہ نہیں کہتا یہ ایک مُلّاں کہہ رہا ہے۔ میرے نزدیک حالات حاضرہ پر تبصرہ کرنا کوئی جرم نہیں ہے، یہ کوئی غدّاری نہیں ہے۔ اور ساری قوم بالکل صحیح کہہ رہی ہے کہ اس قانون کو، اس آئین کو جواب اس قابل نہیں رہا کہ ملک پر مسلط کیا جائے اسے دُور کر دیا جائے تو پھر ملک کو دوبارہ اطمینان کا سانس نصیب ہو سکتا ہے۔ یہ تو آئین سے متعلق باتیں تھیں۔

مَیں قوم کو دوبارہ متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے قرآن کریم نے جو کچھ فرمایا ہے یہ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے اور مزید ہوگا۔ اگر آپ کو کوئی چیز بچا سکتی ہے تو آپ کی ایک دوسرے سے منافقت اور مناقشت نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی متحدہ دعائیں ہی آپ کو بچا سکتی ہیں۔ جو بچانے والے ہیں ان کو تو آپ نے اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ جن کی دعائیں خدا کے حضور، خدا کی بارگاہ میں قبولیت کے ساتھ دیکھی جاتی ہیں ان کو آپ نے اپنا دشمن بنا رکھا ہے۔ اور آپ تو دعا کے مضمون سے ہی ناواقف ہیں۔ صرف چیخ و پکار اور ایک دوسرے کو گالیاں دینا، ایک دوسرے کے گریبان چاک کرنا یہ آپ کا شیوہ بن گیا ہے۔ **اس لئے اس ملک سے بدبخت ملّاں کو نکالو، یہ آپ کی گردنوں پر سوار ہے یہی بحران لاتا ہے اور اگر آئندہ کوئی بحران مزید آیا تو یہی مُلّاں لانے کا سبب بنے گا۔ اس لئے اپنے دشمن کو پہچانو اور عقل کرو۔ اگر پاکستان سے ملّائیت کا خاتمہ کر دیا جائے تو یہ ملک دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، یہ ایک ایسا بیان ہے جسے قلم زد نہیں کیا جا سکتا۔** آپ چیخیں چلّائیں جو مرضی اس کے خلاف کہیں لیکن اس بات کو اپنے دلوں پر، اپنے سینوں پر لکھ لیں کہ اس ملک سے اگر مُلّاں کا فساد دُور کر دیا جائے اور اسے اس ملک کے امور سلطنت میں دخل اندازی سے کلیۃً الگ کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ بہت بڑا عظیم ملک بن کر ابھر سکتا ہے۔ پس ہماری یہ تمنا ہے اور یہ دعائیں ہیں۔ اب انہیں جس طرح چاہیں غلط رنگ میں آپ پیش کرتے رہیں۔ مگر وہ غلط رنگ میں ان کا پیش کرنا آپ کے خلاف جائے گا۔ کیونکہ ہمیں ایک قادر مطلق پر ایمان ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہے اور وہ ہمارے دل کی آہوں کو سنتا ہے۔ اور تمہاری یاوہ گوئی جو سنتا ہے تو تمہارے خلاف ردّعمل کے لئے سنتا ہے، تمہاری یاوہ گوئی کو خود تمہارے خلاف استعمال کرنے کے لئے تمہاری باتیں سنتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کی تائید میں ہمیشہ ہماری پشت پناہی پہ ہمارا خدا کھڑا ہے اور ہمیشہ کھڑا رہے گا آپ اس حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/دسمبر 1997ء)

آئی ٹی سینٹر بڈاکا (یوگنڈا) کی افتتاحی تقریب

دو وزراء اور تین ممبران پارلیمنٹ کی شمولیت

(رپورٹ : عنایت اللہ زاھد۔ امیر و مشنری انچارج یوگنڈا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کی رجسٹریشن عمل میں آئی اور بڈاکا ضلعی ہیڈکوارٹر میں برلب سڑک حکومت نے دس ایکڑ زمین ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کے نیشنل ہیڈکوارٹر کے لئے پیش کی۔ الحمدللہ۔ یہ زمین امبالے روڈ پر امبالے سے 25 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جگہ بڈاکا ضلعی ہیڈکوارٹر میں حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت یوگنڈا کے سابق سفیر برائے یوکے کی درخواست پر ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کی طرف سے آئی ٹی سینٹر کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حسب پروگرام آئی ٹی سینٹر کھولنے کے لئے چالیس کمپیوٹرز اور جملہ سامان ہیومینٹی فرسٹ نے لندن سے بھجوایا۔ اس سینٹر کو چلانے کے لئے مکرم عطاء العزیز صاحب پاکستان سے اور مکرم عثمان ہاشمی صاحب سیرالیون سے وقف عارضی پر یوگنڈا تشریف لائے۔ نیز حضور انور نے ازراہ شفقت مکرم ندیم احمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ کو ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کا چیئرمین مقرر فرمایا ہے۔

اس سینٹر کے افتتاح کے لئے مورخہ 9/ستمبر 2007ء کا دن مقرر کیا گیا جس کے لئے مکرم فائز احمد صاحب جو ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ہیں اور کمپیوٹر پروفیشنل ایسوسی ایشن کے انچارج ہیں خاص طور پر یوگنڈا تشریف لائے۔

آئی ٹی سینٹر کو خوبصورت جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا اور ضلع کے دس دیہات کے ایک ہزار سے زائد لوگوں نے بڑے جوش وخروش اور روایتی انداز سے اس تقریب میں حصہ لیا۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی Hon.Opio Gabriel صاحب وزیر تعلیم تھے جنہوں نے اپنے خطاب میں جماعت کے پروگرام کو سراہا۔ مکرم فائز احمد صاحب نے ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل کے پس منظر اور مقاصد اور عالمی سطح پر اس تنظیم کے فلاحی کاموں سے آگاہ کیا جس سے وزیر موصوف بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے حکومت یوگنڈا کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور بڈاکا کے مقامی احباب کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی تاکید کی۔ اپنے خطاب سے قبل انہوں نے آئی ٹی سینٹر پر لگی تختی کی نقاب کشائی کی۔ اس کے بعد یوگنڈا کے یوکے میں سابق سفیر جن کی درخواست پر یہ سینٹر قائم کیا گیا ہے، نے بھی اپنی تقریر میں اور بڈاکا کے مقامی لوگوں کی طرف سے حضور انور کا بھرپور شکریہ ادا کیا۔ موصوف اپنی اہلیہ کے ساتھ یوکے کے جلسہ سالانہ میں شرکت کر چکے ہیں۔

آخر پر جناب Kasirivu Atwoki صاحب وزیر برائے لینڈ جو خود بھی امسال جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کر چکے ہیں نے جماعت احمدیہ یوگنڈا کو اس کامیابی پر مبارکباد دی اور ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کو بھی اس کی مبارک بادی اور اس بات کا اظہار کیا کہ وہ بھی اپنے علاقہ میں اس قسم کا سینٹر کا قیام چاہتے ہیں تا کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کے مواقع مل سکیں۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر 14

حقوق العباد کی ادائیگی۔ خدمت خلق

خدمت خلق کا اسلام کی تعلیم میں بنیادی مقام ہے۔ یہ بھی احسان کی ایک شکل ہے۔ خدمت خلق انسان کو بے حد مضبوطی عطا کرتی ہے۔ خدمت خلق کرنے والا انسان خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے گھر میں مال میں صحت میں عمر میں بے شمار برکتیں رکھ دیتا ہے۔

ایک عورت بیوہ ہوگئی۔ اس کا بھائی بے حد غریب تھا اور اس عورت کے پانچ بچے بھی تھے۔ اس کے بھائی نے کہا تم اپنے بچوں کے ساتھ میرے گھر آجاؤ، جو دال روٹی ہم کھائیں گے وہی ہم تمہیں بھی اور تمہارے بچوں کو بھی دینے کی کوشش کریں گے۔ وہ عورت مجبوراً بھائی کے گھر چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے بھائی کی یہ ادا بہت پسند آئی۔ اس عورت کے آنے کے بعد اُس کے بھائی کے کاروبار میں خدا نے بہت برکت دی یہاں تک کہ اسے مالی کشائش عطا ہوئی اور وہ بے حد امیر ہوگیا۔

ایک عورت یورپ کے ایک ملک میں آئی تو اس کی سکول کی ایک کلاس فیلو اُسے ملی۔ اُس کلاس فیلو نے اُسے کہا ''مجھے ایسے مسائل آگئے ہیں کہ مَیں زندگی میں اکیلی ہوگئی ہوں اور دنیا مجھے بھول گئی ہے۔ مَیں زندوں میں نہیں ہوں اس لئے دنیا مجھے یاد نہیں رکھتی''۔ وہ عورت یہ بات سن کر شدید غمزدہ ہوگئی کہ اس کی اتنی اچھی کلاس فیلو ایسا محسوس کرتی ہے۔ اُس نے عید پر اپنی کلاس فیلو کو تحفہ بھیجا اور خدا سے کہا کہ اے اللہ یہ مَیں تیری خاطر اسے بھیج رہی ہوں تا کہ اُس لڑکی کو یہ محسوس نہ ہو کہ دنیا اسے بھول گئی ہے۔ میری حیثیت کے مطابق یہی تحفہ میں دے سکتی تھی۔ مَیں اُس عورت کو کھڑا کرنا چاہتی ہوں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ گھر آئی تو اس کی بھابھی نے اس کو وہی چیز تحفہ میں دی مگر وہ اس کے اس تحفے سے بہت اچھی کوالٹی کا اور مہنگا تحفہ تھا جو اس نے اس کو دیا تھا۔ اس بات کو تقریباً پانچ سال ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا انتظام ہے کہ جو جو تحفے اس نے اپنی کلاس فیلو کو مختلف وقتوں میں بھجوائے تقریباً سب ہی تحفے خدا تعالیٰ اس کو ہر سال پانچ، چھ دفعہ بھجواتا ہے۔

کئی دفعہ خدمت خلق کا روحانی نتیجہ نکلتا ہے یعنی خدا تعالیٰ ہماری اصلاح فرماتا ہے، ہمیں کسی آنے والی مصیبت سے بچالیتا ہے۔

میری ایک بہت اچھی دوست ہر روز صدقہ دیا کرتی تھی یا کچھ پیسے نکال کر الگ رکھ دیتی اور کچھ رقم جمع ہونے پر کسی مستحق کو دے دیتی۔ ایک بار اس نے سوچا کہ ہر روز صدقہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، کبھی کبھی دے دیا کروں گی۔ اسی دن اس کے بیٹے کو چوٹ لگ گئی۔ ڈاکٹر نے چوٹ کی جگہ پر ٹانکے لگائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بچا رہا ہوتا ہے مگر ہمیں محسوس نہیں ہوتا۔

بعض لوگ خدمت خلق کو اور دوسروں سے حسن سلوک کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کو فضول سمجھتے ہیں اور ایک چٹّی خیال کرتے ہیں۔ خدمت خلق کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگ سخت بیوقوفی کرتے ہیں۔

ایک بار ایک بہت امیر گھرانے کی لڑکی نے اپنی ملازمہ کے بارے میں حقارت سے کہا کہ ''یہ بہت کھانا کھاتی ہے۔ ہم بھلا اتنا اُس کو کیوں دیں''۔ اس کی بات سے ہمیں بے حد افسوس ہوا کیونکہ وہ لوگ اتنے امیر تھے کہ ہر روز سو لوگوں کو کھانا کھلا سکتے تھے۔ کچھ عرصے بعد ایسا ہوا کہ ان کے کاروباری حصے دار نے دھوکہ دے دیا۔ سارا پیسہ ڈوب گیا۔ شاندار گھر، نوکری، عزت شہرت سب چلی گئی اور ان کو دوسرے ملک جا کر معمولی نوکری کرنی پڑی۔

غصّے پر قابو رکھنا اور غصّے سے بچنا

غصے پر قابو پانے سے انسان مضبوط ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ متقیوں کی صفات بیان فرماتا ہے کہ:۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135)

(ترجمہ) جو (متقی) خوشحالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

شدید غصہ عام طور پر کچھ چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ شدید غم، شدید محبت، شدید نفرت، شدید دشمنی، شدید خوف، شدید لالچ اور شدید خود غرضی۔ یہ سب چیزیں انسان کو کمزور کرتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہادر انسان وہ ہے جو غصّہ پر قابو پائے، غصہ آئے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھیں کیونکہ غصّہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ غصہ کرنے والا انسان تھوڑی دیر رک جائے تو غصہ کی شدت جاتی رہتی ہے اور انسان نقصان سے بچ جاتا ہے۔ غصہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے بُرے رویّہ پر خود کو اذیت دیتے ہیں۔

بعض دفعہ بچے جب بہت غصّہ کریں تو ہم ان کو سمجھانے کے لئے رول بدل لیں اور کبھی ان کو وہ کر کے دکھائیں جو وہ غصّے میں کرتے ہیں۔ اگر بچوں کے ساتھ ایسا کر کے دکھائیں تو وہ شرمندہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں بس کریں، نہ کریں۔ ان کو یقین نہیں آتا کہ وہ غصّے میں ایسا کرتے ہیں۔ پھر عام طور پر دوبارہ وہ غصّے میں ویسا نہیں کرتے۔

بچوں اور بڑوں کو مضبوطی سے بغیر چیخے چلّائے اور موقع محل کے حساب سے بغیر غصّہ کئے، بغیر لڑے اپنا حق لینا آنا چاہئے۔ اسی طرح بڑوں کی یا نظام کی اطاعت کے لئے یا فساد سے بچنے کے لئے اپنا حق چھوڑنا بھی آتا ہو۔ جو لوگ خوش دلی سے اور مضبوطی سے اپنا حق خدا کی رضا کی خاطر فساد سے بچنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں خدا تعالیٰ بسا اوقات ان کو ان کے حق سے بہت زیادہ دے دیتا ہے۔

ہم بغیر لڑے مضبوطی سے اپنا حق کیسے لے سکتے ہیں؟ اس کی ایک مثال دیتی ہوں۔ جب ہم میڈیکل کالج میں سیکنڈ ایئر کے سٹوڈنٹ تھے تو میڈیکل کالج کے گرلز ہوسٹل میں دوسری منزل پہ رہتے تھے۔ پہلی منزل میں فرسٹ ایئر کی لڑکیاں رہتی تھیں۔ وہ لوگ اکثر بہت اونچا میوزک لگاتی تھیں۔ ہم ان کو بار بار کہتے تھے کہ آہستہ میوزک لگایا کرو، یا نہ لگاؤ۔ تو وہ بیحد نرمی سے کہتیں۔ ''ہاں آپ کے تو ٹیسٹ ہو رہے ہیں آپ نے پڑھنا ہے۔ اچھا اب ہم میوزک آہستہ لگائیں گے''۔ مگر پھر تیز میوزک لگاتیں۔ ہم نے امتحان کے لئے پڑھنا تھا ہمارا پڑھنا مشکل ہوگیا ہم تنگ آگئے تھے۔ وارڈن کو ہم شکائت نہیں لگا سکتے تھے کیونکہ وہ خود میوزک اونچا لگاتی تھی۔ میرے کمرے میں رہنے والی لڑکی کا ذہن بڑا زرخیز تھا۔ اُس کو بہت سے آئیڈیاز آتے تھے۔ ایک دن اُس نے مجھے کہا ہم ان سے لڑ نہیں سکتے سب لوگ کیا کہیں گے میڈیکل کالج کی لڑکیاں آپس میں لڑتی ہیں۔ ہمیں کچھ اور کرنا پڑے گا۔ ہمارے کمرے میں بیٹھنے والی ہلکی ہلکی کرسیاں تھیں۔ اس نے کہا! مَیں یہ کرسی اٹھا کر زور زور سے فرش پہ ماروں گی اس سے نیچے والے کمرے میں یہ لگے گا کہ اوپر بم پھٹا ہے۔ تم لوہے کی الماری کا دروازہ زور زور سے کھولو اور بند کرو۔ پھر تم مجھے کہنا کہ تم شور کیوں کر رہی ہو۔ مَیں نے پڑھنا ہے۔ مَیں کہوں گی تمہیں نچلی منزل کا میوزک ڈسٹرب نہیں کرتا، میرا شور ڈسٹرب کرتا ہے۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ جب اس نے کرسی اٹھا کر فرش پر ماری تو نچلی منزل سے لڑکیاں بھاگی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ اس وقت میری کمرہ فیلو بے حد اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے آرام سے کہا ''وہ جو تم لوگ میوزک لگاتے ہو اس کو مَیں اور امتل انجوائے کر رہے تھے۔'' وہ کہنے لگیں ہماری توبہ ہم اب میوزک اونچا نہیں لگائیں گی۔ تو اس طرح خدا کے فضل سے صلح صفائی سے ہمارا معاملہ حل ہو گیا۔

اگر ہم کسی کی غلط حرکت پہ دانت پیسیں، غصّہ کریں اور چیخیں چلّائیں تو اس سے بھی ہمارا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔ امن و امان الگ خراب ہوتا ہے۔ پھر دوسروں کا نقصان ہوتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم تقویٰ کی راہ پہ چلتے ہوئے اور انصاف پہ قائم رہ کر بغیر غصّہ کئے اپنا حق لے لیں۔

ایک خاتون ہمارے پاس آئی اس کو شدید ڈیپریشن تھا۔ بات کرتے کرتے وہ رونے لگی۔ اس نے بتایا کہ اس کا خاوند کئی کئی دن گھر نہیں آتا اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہے؟ وہ روتی جاتی تھی اور کہتی دیکھو یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ ہم نے کہا اتنے عرصے سے یہ ہو رہا ہے اور تم اب ڈیپریشن لے کر ہمارے پاس آئی ہو۔ پہلے کیوں نہ آئی اور کچھ کیا کیوں نہیں۔ وہ اپنے پر ترس کھا رہی تھی اور بے حد کمزور عورت تھی۔ اس نے کہا مَیں کچھ نہیں کر سکتی۔ ہم نے کہا اپنا حق لینے کے ہم تمہیں کچھ طریقے بتاتے ہیں۔

(1) تم نماز میں اپنی گھریلو زندگی کے لئے رو رو کر دعا کرو۔

(2) تم حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کا خط لکھو۔

(3) تم قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ پڑھو۔

(4) تم اس بارہ میں اپنے خاوند سے بہت نرمی سے مگر مضبوطی سے بات کرو کہ اس طرح ہم زندگی نہیں گزار سکتے۔

(5) گھر کو صاف ستھرا رکھو اور گھر میں اچھے کپڑے پہن کر میک اَپ کر کے، بن سنور کے رہا کرو۔

(6) جب خاوند گھر آئے تو لڑائی نہ کرو۔ پہلے کھانا وغیرہ دو پھر موقع کی مناسبت سے بات کرو اور اپنے دل کی بھڑاس نکالو۔

(7) اپنے خاندان کے ایک بزرگ اور سسرال کے ایک بزرگ کو بلا کر کہو کہ تم دونوں کا مسئلہ حل کریں۔

(8) جماعت سے مدد لےلو اور جماعت کا کام کرو۔

(9) سیر کرو اور اپنی صحت کا خیال رکھو اور جماعتی پروگراموں میں شرکت کرو۔ ہر جگہ مضبوطی سے بات کرو۔ بے جا جھجک رکھ کر دل میں کڑھنا چھوڑ دو۔

(10) اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات رکھو۔

اس نے ہماری کچھ باتیں مان لیں، کچھ باتیں نہیں مانیں۔ پھر ہم نے اس کو اپنا حق لینے کا ایک واقعہ سنایا۔ ہماری ایک عزیزہ ماشاء اللہ بے حد مضبوط ہے۔ اس کا شوہر دیر سے گھر آتا تھا اور اسے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس کا شوہر کہاں ہے۔ ویسے اس کا شوہر بہت اچھا انسان تھا مگر کبھی کبھی سستی سے اس کو فون پر اطلاع نہ دیتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کام پر دیر کیوں ہوگئی ہے۔ اس خاتون کے اپنے ہمسایوں سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ ایک روز جب بہت رات ہوگئی اور شوہر گھر نہ آیا تو وہ عورت بے حد پریشان ہوئی۔ اس نے اپنی بلڈنگ کی سب جاننے والی عورتوں کو فون کر دیا کہ میرا شوہر گھر نہیں آیا معلوم نہیں کیا بات ہے۔ مَیں بے حد پریشان ہوں۔ سب لوگ بے حد پریشان ہوئے اِدھر اُدھر بھاگے دوڑے۔ جب اس کا خاوند گھر آیا تو عمارت کے مین گیٹ سے لے کر دروازے تک سات آٹھ ہمسائے راستے میں اسے ملے اور پوچھنے لگے تم کہاں تھے۔ تمہاری بیوی بے چاری بے حد پریشان ہو رہی تھی اور بے حد رو رہی تھی۔ خاوند بہت پریشان ہوگیا اور اس نے توبہ کی کہ آئندہ وہ بیوی کو بتا دیا کرے گا کہ اسے کیوں دیر سے گھر آنا ہے۔

کئی بار خواتین بھی نامناسب رویّہ اختیار کرتی ہیں جیسے ایک شوہر نے بتایا کہ وہ جب گھر آتا ہے تو اس کی بیوی اور بچے اس سے بات نہیں کرتے۔ سب لوگ آپس میں بات کرتے ہیں مگر اس سے بات نہیں کرتے۔ یہ بھی غلط طریق ہے اس وجہ سے خاوند بیمار ہوگیا۔ اس

کوڈیپریشن ہوگیا تھا۔اگر شوہر کمزور ہو اور بیوی اور بچے اس طرح کریں تو گھر میں بے حد لڑائی ہوتی ہے۔ہم نے اس مرد کو بھی کچھ طریقے بتائے کہ دعا کرے، جماعت کا کام کرے، مضبوط رہے۔لڑائی نہ کرے اور اپنا حق بغیر لڑے لینا سیکھے۔خاوند دن بھر محنت کر کے نوکری سے گھر آئے اور بیوی بچے اس سے بات نہ کریں تو اس طرح بچے تباہ ہوتے ہیں۔ ماؤں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو والد کا ادب کرنا سکھائیں۔

اسلام مضبوطی کو پسند کرتا ہے۔ جو لوگ کمزور ہوتے ہیں اور خود پہ ترس کھاتے ہیں انہیں جب کوئی بات ناپسند ہو یا اپنی بات منوانی ہو تو غصّہ کرتے ہیں، چیختے چلاتے ہیں اس طرح ان کی شخصیت دوسروں کے لئے پرکشش نہیں رہتی۔ ایک غصہ کرنے والی، چیخنے چلاّنے والی بیوی یا ماں اپنی جائز بات بھی نہیں منواسکتی۔

گھر کے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ گھر کی عورت یا مرد درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔لیکن جب ہم اسے بے جا تنگ کریں گے تو اس کا ردّعمل بھی ہوگا۔لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم یہ کریں گے تو سامنے والا یہ کرے گا۔ہم غلط کریں گے تو جواب بھی غلط ہوگا۔

مثلاً ایک خاتون کو اپنی بچی کے ساتھ بہت مسئلہ تھا کہ وہ ان کی بات نہیں مانتی تھی۔ تیرہ چودہ سال کی عمر میں سارے گھر میں اپنی چیزیں پھیلا کر رکھتی تھی۔ ماں کے بار بار کہنے کے باوجود وہ اپنا کمرہ بھی ٹھیک نہ کرتی۔اُس کی ماں نے ڈاکٹر سے بات کی تو ڈاکٹر نے کہا تم اس کو تین بار وارننگ دو کہ اپنی چیزیں سنبھال کر رکھا کرو۔ پہلے نرمی سے سمجھاؤ اور اگر وہ کام کرلے تو بہت تعریف کرو۔تعریف سے بچے کو کام کرنے کا حوصلہ ہوتا ہے۔ اگر سب کچھ کر کے بھی وہ اپنی چیزیں نہ اٹھایا کرے اور تمہارا کہنا نہ مانے تو اس کی وہ چیزیں کہیں چھپا دو۔ جب اس کو اپنی چھوٹی چھوٹی چیزیں ڈھونڈنی پڑیں گی تو وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ تم نے بالکل اپنی بچی کے ساتھ غصّہ نہیں کرنا اور چیخنا چلاّنا نہیں ہے۔ مگر ایک بار جب وہ تمہاری بات مانے اور کام کرے تو اس کی تعریف کرنا ضروری ہے۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ بچے ایک دوسرے کی کوئی چھیڑ بنا لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو چڑاتے ہیں۔ کوئی ایک بچہ جو کمزور ہوتا ہے اور اس میں اپنے پر ترس کھانے کا بے حد رجحان ہوتا ہے اس کو سب بچے نشانہ بنا لیتے ہیں اور وہ بچہ اندر ہی اندر کڑھتا ہے اور اس کی صحت خراب ہوتی ہے۔سکولوں میں لڑائیاں ہوتی ہیں والدین تک بات پہنچتی ہے۔ والدین کہتے ہیں فلاں بچہ بے حد فسادی ہے میرے بچے کو چڑاتا ہے۔ہم ساری دنیا کا منہ بند نہیں کرسکتے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچے کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔ وہ ایسی باتوں سے بے نیاز اپنی تعلیم اور اپنے اعلیٰ مقصد پر نظر رکھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل کو لگا لینا اور خود پر ترس کھانا ایک احمدی کو ہرگز زیبا نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی سید غلام حسین شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں۔

"چونکہ ہر روز قسم قسم کی شرارتیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کالج میں ہوتی تھی تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں کالج چھوڑ دوں۔ مگر انہی ایام میں حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ السلام) کا ایک اشتہار نکلا جس میں درج تھا کہ جس راستہ پر میں اپنی جماعت کو لے جانا چاہتا ہوں اس میں کانٹے اور خاردار جھاڑیاں ہیں جس کسی کے پاؤں نازک ہوں وہ ابھی مجھ سے علیحدہ ہو جائے۔ چنانچہ میں یہ پڑھ کر ڈر گیا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ تاہم حضرت اقدس کی خدمت میں اپنے مفصل حالات لکھے۔ حضرت اقدس کا جواب آیا کہ آپ اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں گے۔

(درویشان احمدیت۔مصنف فضل الٰہی انوری صاحب صفحہ 164,165)

میرے والد صاحب تقریباً پچیس سال مغربی افریقہ میں بطور مبلغ رہے تھے۔ میری والدہ چار سال افریقہ میں رہیں۔مَیں بھی افریقہ میں پیدا ہوئی تھی۔ جب افریقہ سے واپس آئے تو چھوٹی سی تھی۔ میرے سارے کزنز نے میری چھیڑ بنالی تھی کہ افریقن، افریقن پتہ نہیں کہاں سے ہمارے خاندان میں آگئی ہے۔مَیں اتنا چڑتی کہ دانت پیس پیس کر ان کو کہتی کہ مَیں نہیں ہوں افریقن۔ مَیں تمہارے خاندان کی ہوں۔ پھر مَیں ان کو مارنے کو بھاگتی۔ وہ سارے بڑے تھے وہ بھاگ جاتے تھے۔ میری امی مجھے کہتی تھیں کہ تم ان کو کہو "ہاں مَیں افریقن ہوں۔ افریقن اچھے ہوتے ہیں۔" ایک دن مَیں نے کہا "ہاں مَیں ہوں افریقن، افریقن اچھے ہوتے ہیں"۔ پھر میرے کزنز نے مجھے چھیڑنا بند کر دیا۔ انہوں نے کہا اب یہ چڑتی نہیں اب مزا نہیں آتا۔ آج جب ہر جگہ افریقہ کے لوگوں کے لئے حضور اقدس خاص توجہ فرماتے ہیں، لجنہ کے اجتماعات میں فرماتے ہیں۔ "افریقن سسٹرز آگے آئیں، نعرے لگائیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھیں"، تو مجھے بڑا رشک آتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے آج میرے کزنز مجھے افریقن، افریقن کہیں تو مجھے کتنا اچھا لگے۔ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ افریقہ میں احمدیت کی ترقی ہوگی اور مجھے خوشی ہوتی ہے کہ مَیں بھی افریقہ کی سرزمین میں پیدا ہوئی تھی لیکن ساتھ ہی مجھے غم لگ جاتا ہے کہ کہیں ہم ان سے پیچھے نہ رہ جائیں۔

مَیں نے بہت لوگوں سے پوچھا مجھے بتائیں افریقہ کے لوگ جو خلافت سے اتنی محبت کرتے ہیں وہ خدا داد ہے یا ان کے عہدیداروں نے بھی کوشش کی ہے۔ مجھے محترمہ حضرت آپا جان امتہ السبوح صاحبہ مدظلّہا نے فرمایا دونوں باتیں ہیں۔ خدا داد بھی ہیں اور ان کے عہدیداروں کی محنت بھی ہے۔ وہ بھی خلافت کی محبت دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعض بچے جبکہ وہ کافی بڑے ہو چکے ہوتے ہیں اس وقت بھی بے بی کی طرح بولتے ہیں اور سکولوں میں بچے ان کو بے حد تنگ کرتے ہیں۔ ان کے والدین ان کا دفاع کرتے رہتے ہیں اور وہ چھوٹے بے بی کی طرح غصّہ کرتے اور چیختے چلاّتے ہیں۔ ایسا کوئی بچہ ہم دیکھ لیں تو ہمیں غم لگ جاتا ہے کیونکہ ہر ڈاکٹر کے پاس ایسے کیس آتے ہیں کہ کس طرح بعد کی زندگی میں ایسے بچے شدید نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اپنے بچوں کو بے بی نہ بنائیں۔

ایک لڑکی کی علیحدگی ہوگئی۔ مَیں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا" میرا شوہر اپنی ماما کا بے بی تھا اس کی والدہ چھوٹے بچوں کی طرح اس سے برتاؤ کرتی تھیں۔ اس لئے گھر نہ بس سکا"۔

حسد انسان کو کمزور کرتا ہے

اپنے پہ ترس کھانے والے کمزور لوگوں میں حسد بہت زیادہ پایا جاتا ہے جو ان کی ساری زندگی کی خوشیوں کو کھا جاتا ہے۔ ہمیشہ ان پر یہ احساس حاوی رہتا ہے کہ فلاں پر خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے، مجھ پہ نہیں ہے۔ فلاں میں تو کوئی خوبی بھی نہیں مگر کتنی خوشیاں اس کے پاس ہیں۔ اور جو خوشیاں خود ان کے پاس ہوتی ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل جو خود ان پر ہوتے ہیں وہ ان کو نظر بھی نہیں آتے۔

رودکی ایک عظیم المرتبت شاعر گزرا ہے۔ اس کا ایک شعر ہے ؂

بروز نیک کساں گفت غم مخور زنہار
بسا کسا کہ بروز تو آرزو مند ست

یعنی جس طرح تم اَوروں کی خوش قسمتی پر رشک کرتے ہو اسی طرح دنیا میں ایسے بہت سے لوگ بھی ہیں جو تمہاری حالت پر رشک کرتے ہیں۔ اس لئے تمہارے پاس شکایت کا کوئی موقع نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا۔ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ۔ وَسْئَلُوْا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (النساء:33)۔

ترجمہ: اور (جس چیز کے ذریعہ) سے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض (دوسروں) پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش نہ کرو۔ جو کچھ مردوں نے کمایا اس میں ان کا حصّہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس میں سے ان کا حصّہ ہے اور تم اللہ (ہی) سے اس کے فضل کا حصّہ مانگو۔ اللہ ہر ایک چیز کو یقیناً بہت جاننے والا ہے۔

پس بجائے دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر حسد کے جذبات اپنے دل میں پیدا کرنے کے اللہ سے اس کا فضل مانگیں اور اس کی جو نعمتیں آپ پر ہیں ان کا شکر ادا کریں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اس کی طرف دیکھو جو تم سے کم درجہ کا ہے، کم وسائل والا ہے۔ لیکن اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر اور اچھی حالت میں ہے۔ اس طرح تم اللہ کی نعمت کے ناقدرے نہیں ہوگے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

اگر انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ان نصائح کو سامنے رکھے تو وہ حسد جیسی مہلک بیماری سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور اس طرح اللہ کی نعمتوں پر شکر اور اس کے احسانات کی قدر کرنے کے نتیجہ میں اسے قناعت اور اطمینان قلب عطا ہوگا اور اسے مضبوطی عطا ہوگی۔

(باقی آئندہ)

جامعہ احمدیہ غانا میں مسجد کے سنگ بنیاد کی بابرکت تقریب

(رپورٹ: حمیداللہ ظفر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 16/اگست 2007ء کو جامعہ احمدیہ غانا میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب میں خصوصی طور پر مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا مدعو تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں طلباء مدرسۃ الحفظ غانا نے اردو منظوم کلام ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب غانا نے مختصر خطاب فرمایا جس میں آپ نے مکرم الحاج یوسف احمد ایڈوسی صاحب سینئر سرکٹ مشنری (انچارج تعمیر مساجد) جو اس مسجد کی تعمیر کا کام کروا رہے ہیں کے کام کو سراہا۔ اسی طرح طلباء مدرسۃ الحفظ و جامعہ احمدیہ غانا کے وقار عمل کے ذریعہ کئے جانے والے کاموں کا تذکرہ فرمایا۔ بعدازاں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم امیر صاحب غانا نے بلاک رکھا، پھر حسب ترتیب نائب امراء غانا، تمام ذیلی تنظیموں کے صدران، جامعہ بورڈ آف گورنرز کے ممبران و اساتذہ مدرسۃ الحفظ و جامعہ احمدیہ اور چند دیگر معززین نے بھی بلاکس رکھے۔

جامعہ احمدیہ غانا میں کل 12 ممالک کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔ اس مناسبت سے بھی ہر ملک سے ایک ایک طالبعلم نے اپنے ملک کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مبارک تقریب کے موقع پر بلاکس رکھے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب غانا نے دعا کروائی اور اس مبارک تقریب کا اختتام ہوا۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

بقیہ: آئی ٹی سینٹر بڈاکا (یوگنڈا) کی افتتاحی تقریب
از صفحہ نمبر 11

انہوں نے جلسہ سالانہ یوکے کے بارہ میں بھی اپنے خیالات کا کھلے دل سے اظہار کیا اور حضور انور سے ملاقات کا ذکر بھی کیا کہ حضور یوگنڈا سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔ آپ نے بھی حکومت یوگنڈا کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

اس پروگرام کے بعد مہمانوں کو ایک قریبی ہوٹل میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کو مقامی ریڈیوز نے بار بار نشر کیا۔ نیز UBC یعنی یوگنڈا ٹی وی نے بھی اس کی خبر دی اور پروگرام کی جھلکیاں دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہیومینٹی فرسٹ کے وہ تمام مقاصد پورے فرمائے جن کے لئے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس کے جملہ کارکنان کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ کا انداز فکر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26/دسمبر 2005ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض توجہ طلب ارشادات (مرتبہ مکرم پروفیسر محمد اسلم سجاد صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

☆ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود سے کہا کہ انگریزی زبان بہت مختصر ہے اس لئے عربی سے اچھی ہے۔ آپؑ نے پوچھا: 'میرے پانی' کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا مائی واٹر (My Water)۔ آپؑ نے فرمایا: عربی میں تو مَآئِی ہی کافی ہے۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: لڑکی ماں باپ کو پیاری ہوتی ہے مگر اپنے ہاتھوں سے اُسے رخصت کرنا پڑتا ہے اس لئے کہ اس میں بعض ایسے جوہر ہیں جو سوائے انتقال کے ظاہر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح مرنا بھی ناگزیر ہے تاکہ دوسرے جہان میں انسان بعض نعمتوں سے متمتع ہو یا بدیوں سے پاک بنے۔

☆ ایک دفعہ سید فیروز شاہ صاحب بریلوی قادیان آئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ خواب میں زیارت کرلوں۔ آپؑ نے فرمایا: ''ہر مومن کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے اور ہر دل میں یہ خواہش ہونی چاہیے مگر کفار مکہ تو دن رات دیکھتے رہتے تھے، انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا جو آپ اٹھالیں گے؟ تقویٰ اختیار کرو اور تبدیلی بھی پیدا کرو۔ خدا سب کچھ دکھادے گا۔''

☆ حضرت مستری قطب الدین صاحب مرحوم بہت بڑے کاریگر تھے۔ اسلحہ کے بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے سخت گرمی کے موسم میں بارہ بجے بلوایا۔ حافظ حامد علی مرحوم بلانے کے لئے آئے۔ میں اس وقت حاضر ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک اندھیری سی کوٹھڑی میں دروازہ بند کر کے تشریف فرماتھے۔ آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اس ڈیسک کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس کی مرمت یہیں میرے پاس پر بیٹھ کر کر دیں۔ میں نے عرض کی حضور دوکان پر لے جاؤں تو آسانی رہے گی۔ فرمایا دوکان پر لے جانے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن اس میں میری پرانی یادداشتیں ہیں اور ان کی سب ترتیب میرے ذہن میں ہے۔ خالی کرنے سے ترتیب بگڑ جائے گی اور مجھے تکلیف ہوگی۔ چنانچہ میں نے وہیں درست کر دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: اجرت کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میں خدمت دین کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں بھی اجرت لے کر کام کروں تو مجھے ثواب تو نہ ہوا۔ فرمایا: یہ خیال مت کرو کہ ثواب نہیں ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں اخلاص ہے۔ میرے گھر کے کاموں کا سلسلہ وسیع ہے۔ میں آپ لوگوں کو تکالیف دینا نہیں چاہتا کہ کسی سے مفت کام لوں۔ آپ لوگوں کی خدمت تو میرے ذمہ ہے۔ یہ آپ لوگوں کا احسان ہے کہ مزدوریاں کرتے ہیں اس طرح میرا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے مزدوری دگنی لیا کریں۔ مستری صاحب مرحوم نے فرمایا مگر میں نے اپنی مزدوری کبھی حضور سے دگنی نہیں لی۔

☆ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں: میں ڈاکٹری کے امتحان میں کامیاب ہوکر قادیان گیا۔ چنانچہ مجھے ملازمت کا حکم بھی وہیں پہنچا۔ حکم لیتے ہی فوراً حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارا تعلق لوگوں کے جسموں کے ساتھ ہوگا نہ ان کی روحوں کے ساتھ۔ اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص تمام رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور جو دن رات خدا کو گالیاں دیتا ہے، ایک ہونے چاہئیں۔''

محترم سیٹھ محمد اسحٰق صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جولائی 2006ء میں مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں مختصراً محترم سیٹھ محمد اسحٰق صاحب آف نوابشاہ کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

مکرم سیٹھ محمد اسحٰق صاحب 1928ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ صرف پرائمری کر کے کاروبار میں اپنے والد محترم سیٹھ محمد دین صاحب کے ہمراہ امرتسر چلے گئے جو 1935ء میں احمدیت قبول کرچکے تھے۔ قیام پاکستان پر یہ خاندان لاہور چلا آیا جہاں سے جلد ہی نوابشاہ منتقل ہوگئے اور کاروبار کا آغاز کیا۔ محترم سیٹھ محمد دین صاحب کی وفات 1960ء میں ہوئی جس کے بعد دونوں بیٹوں محترم سیٹھ محمد اسحٰق صاحب اور محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب امیر ضلع نے دکانیں علیحدہ کرلیں۔ پھر دونوں دکانیں ہی احمدی احباب کے لئے مرکز کے طور پر استعمال ہونے لگیں۔

مکرم سیٹھ محمد اسحٰق صاحب کی نظر نہایت گہری تھی۔ سوچ بہت عملی تھی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں خوب حصہ لیتے تھے۔ غرباء کی نہایت خاموشی سے مدد کرتے تھے۔ ہر آسائش مہیا ہونے کے باوجود محنت کو کبھی عار نہ سمجھا۔

8/دسمبر 2005ء کو آپ کی وفات ہوئی اور احمدیہ قبرستان نوابشاہ میں تدفین ہوئی۔ اس قبرستان کی زمین دونوں بھائیوں نے ہی جماعت کو عطیہ کے طور پر دی ہے۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑے۔ ایک بیٹی کی وفات کا صدمہ اپنی زندگی میں آپ نے بڑے حوصلہ سے برداشت کیا۔ نیز ایک بیٹے کو ڈاکٹر بنا کر وقف کر دیا۔

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جولائی 2006ء میں مکرم محمد فہیم ملک صاحب اپنی اہلیہ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (مس قاضی) کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے کہ مرحومہ مکرم قاضی عبدالمجید صاحب کی بیٹی تھیں۔ 1956ء میں پنجاب یونیورسٹی سے جغرافیہ میں ایم۔اے کر کے ایک سال کنیئرڈ کالج لاہور میں پڑھایا اور پھر 1969ء تک جامعہ نصرت ربوہ میں تعلیم دی۔ اس دوران وائس پرنسپل بھی رہیں۔ 1962ء میں نصرت ہائر سیکنڈری سکول کا افتتاح ہوا تو آپ کو ایک سال تک اس ادارہ کا پرنسپل رہنے کا موقع بھی ملا۔ اسی ادارہ کی افتتاحی تقریب کے لئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے جو پیغام ارسال کیا، اس میں فرمایا: ''بہت عرصہ ہوا......خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک کرسی پر تشریف رکھتے ہیں۔ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا کہ حضور! لڑکیوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپؑ نے بڑے جلال سے فرمایا: جب تک تم اپنی بیٹیاں بنیادوں میں نہیں دوگے، احمدیت کی عمارت کھڑی نہیں ہوسکتی۔''

نومبر 1965ء میں مرحومہ کی تقریب رخصتی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی بیماری کے باوجود شرکت فرمائی اور اس شرکت کی وجہ مرحومہ کے خاندان کے بعض افراد کی دینی خدمات بیان فرمائی۔

مرحومہ بہت دعاگو، نیک اور صالح خاتون تھیں۔ ہر ایک کا ہر ممکن خیال رکھتیں۔ آپ کی وفات کا صدمہ ہر ایک نے محسوس کیا۔ حتیٰ کہ پالتو کتے نے آپ کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا اور ایک ہفتے بعد وہ بھی مر گیا۔

ایک طعنہ جو موجب ہدایت بن گیا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/اگست 2006ء میں مکرم راجہ محمد مرزا خان صاحب کا ایک ایمان افروز واقعہ شائع ہوا ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ قریباً بارہ برس کی عمر میں مَیں اپنے گاؤں (موضع عادووال ضلع جہلم) کے کھیتوں میں کچھ لڑکوں کے ہمراہ اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ ہم لڑکوں نے باہم کوئی کھیل کھیلنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے مویشیوں کی طرف توجہ نہ رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو میرے مویشی کچھ فاصلے پر ہماری برادری کے ایک بزرگ راجہ حیات خاں کی فصل میں پہنچ گئے تھے۔ میں مویشیوں کی طرف دوڑا۔ اُدھر راجہ حیات خاں بھی اپنے ڈیرہ سے بھاگتا ہوا آیا اور نہایت غصے اور سخت ناراضگی کے لہجہ میں مجھے کہا ''اومرزیا قادیانیا''۔ میں بچہ بھی تھا اور قصوروار بھی۔ خاموشی سے اپنے مویشی لے کر واپس آ گیا اور اُس کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ ''اومرزیا'' تو میرے نام کا حصہ بنتا تھا مگر ''قادیانیا'' کی سمجھ نہ آئی۔ یہ طعنہ اس سے پہلے کبھی سنا نہ تھا۔ بہرحال یہ الفاظ ہمیشہ کیلئے میرے ذہن اور قلب پر ثبت ہو گئے۔

جنگ عظیم دوم 1939ء میں شروع ہوئی اور میں 1940ء میں 19 سال کی عمر میں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ 1942ء میں ہمیں اٹلی لے جایا گیا۔ اس دوران مصر، لیبیا وغیرہ ممالک میں بھی رہے۔ اٹلی میں میرے ساتھ ایک دوست مکرم سید شبیر حسین شاہ صاحب حوالدار آف سیالکوٹ بھی رہتے تھے۔ ایک دن اُن کے پاس کتاب ''کشتی نوح'' دیکھی۔ مصنف کا نام ''مرزا غلام احمد قادیانی'' پڑھ کر تقریباً دس سال پرانا طعنہ ''اومرزیا، قادیانیا'' یاد آ گیا۔ چنانچہ ارادہ کیا کہ کتاب کو غور سے پڑھوں گا تاکہ پتہ چلے کہ یہ شخص کون ہے اور کیا کہتا ہے تاکہ آئندہ موقع ملے تو راجہ حیات خان کو اُس کے طعنہ کا جواب دے سکوں۔ لیکن جوں جوں کتاب پڑھتا گیا مجھے شرح صدر ہوتا گیا کہ اس کتاب میں درج تعلیم حق ہے اور اس کا مصنف بھی کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اسی روز 1945ء میں بیعت کا خط قادیان لکھ دیا۔ 1945ء کے آخر پر اٹلی سے واپس ہندوستان آئے۔ جنگ ختم ہوگئی تو میں چند دن اپنے گھر ٹھہرنے کے بعد قادیان گیا۔ قادیان کا ماحول دیہاتی اور سادہ سا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دیکھا تو بالکل ایسا لگا کہ یہ تو کوئی قرون اولیٰ کا بزرگ ہے۔ بہشتی مقبرہ کے ساتھ ایک مکان میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ کھانا بہت اچھا ملتا تھا مگر اس وقت ابھی مجھے یہ شعور نہ تھا کہ ساتھ قبرستان ہے وہاں جا کر حضرت مسیح موعود کے مزار پر دعا کروں۔ جوں جوں احمدیت نے میری تربیت کی تو تمام دینی احکام کی حقیقت کا پتہ چلا۔ اب کبھی کبھی اب بھی اپنے ماضی میں گم ہوتا ہوں تو راجہ حیات خاں کو دعا ہی دیتا ہوں جس کے طعنے نے میری زندگی بدل دی۔

اٹلی سے ہی میں نے اپنے والدین کو اپنے قبول احمدیت کی اطلاع دیدی تھی۔ واپس آ کر مَیں نے گاؤں والوں کو بہت دعوت الی اللہ کی۔ لیکن وہ دین سے ایسے لاتعلق لوگ تھے کہ نہ وہ میرے خلاف کوئی بات کرتے اور نہ میری باتوں کا کوئی اثر ان پر ہوتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی بدولت مجھ پر بے شمار افضال نازل فرمائے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جون 2006ء میں مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک طویل نظم بعنوان ''وہ اک صدا'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ڈوبے ہوئے ہیں شور قیامت میں خشک و تر
آماجگاہِ دیو ہلاکت ہیں بام و دَر
ابلیس نعرہ زن ہے جو کرنا ہے کر گزر
افسانہ ہائے روز مکافات سے نہ ڈر
فتنہ طراز ہیں کئی فرعون آج بھی
کوئی تو ہو عطائے کلیمی سے بہرہ ور

اس دشت صد ہزار بلا میں وہ اک صدا
''امن است در مکان محبت سرائے ما''
قرآں کے نُور سے ہے مرا اکتساب نُور
بطحا کے آفتاب سے روشن جہاں مرا
یہ اِک صدا فسادِ جہاں میں پیامِ امن
آشوب روزگار کے ماروں کا آسرا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
26th October 2007 – 1st November 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 26th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:55 MTA Variety
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 147, Recorded on 11th April 1996.
02:50 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
03:40 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 200, recorded on 28th May 1997.
05:00 Mosha'airah: an evening of poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 6th March 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 93.
08:25 Siraiki Service
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 53 recorded on 13th October 1995.
10:15 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:20 Bengali Reply to Allegations
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
15:50 Friday Sermon [R]
17:05 Spotlight: an interview with Abdul Manan Naheed. Part 2.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 93
18:30 Arabic Service: repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif and Mustapha Sabit.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: a visit to the Niagara Falls.
22:55 Urdu Mulaqa'at: session 53 [R]

Saturday 27th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 93
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 148, Recorded on 16th April 1996.
02:35 Spotlight: an interview with Abdul Manan Naheed. Part 2.
03:40 Friday Sermon: rec. 26/10/07
05:00 Urdu Mulaqa'at: session 53
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 18th January 2004.
08:10 Tahir Heart Institute: documentary about the Tahir Heart Institute in Rabwah, Pakistan.
08:30 Friday Sermon: rec. 26/10/07 [R]
09:40 Qur'an Quiz
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:10 Mosha'airah: an evening of poetry
17:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 25/10/1996. Part 2.
18:00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
18:30 Arabic Service
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:20 Tahir Heart Institute [R]
22:50 Friday Sermon: rec. 26/10/07

Sunday 28th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 149, Recorded on 17th April 1996.
02:30 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
02:55 Tahir Heart Institute
03:15 Friday Sermon: rec. 26th October 2007.
04:15 Mosha'airah: an evening of poetry.
05:25 Australian Documentary
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor, recorded on 8th April 2007.
08:00 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
09:00 Learning Arabic: Lesson no. 23
09:20 Discussion: a discussion on the importance of the veil.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 10th August 2007.
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:05 Friday Sermon: Rec. 26th October 2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:05 Huzoor's Tours [R]
17:05 Learning Arabic: lesson no 23 [R]
17:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995. Part 1.
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 150, Rec. 18th April 1996.
20:30 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:00 Huzoor's Tours [R]
23:05 Ilmi Khitabaat

Monday 29th October 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 150, Rec. 18th April 1996.
02:10 Friday Sermon: rec. 26th October 2007.
03:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995. Part 1.
04:10 Discussion: a discussion on the importance of the veil.
05:00 Ilmi Khitabaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 5th March 2005.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 72
08:20 Medical Matters
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1997.
10:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 14th September 2007.
11:00 Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 24th November 2006.
15:00 Children's Class [R]
16:10 Ghazwat-e-Nabi (saw) [R]
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 151, Rec. 23rd April 1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:05 Friday Sermon [R]
22:55 Khilafat Seminar: a seminar on the topic of the institution of Khilafat.

Tuesday 30th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
00:55 Le Francais C'est Facile: lesson no. 72
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 151, Rec. 23rd April 1996.
02:25 Friday Sermon: rec. 24th November 2006.
03:10 Rencontre Avec Les Francophones
04:15 Medical Matters
04:55 Khilafat Seminar
05:20 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 24th April 2004.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995. Part 2.
09:35 Peace Symposium 2007
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service
12:15 Tilaawat, Dars & MTA News
13:20 Bangla Schomprochar
14:20 Jalsa Salana Qadian 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th December 2006 from Frankfurt, Germany.
15:20 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:20 Learning Arabic: lesson no. 24
16:40 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Peace Symposium 2007 [R]
22:30 MTA Travel: a short boat trip on the Everglades in Florida.
22:50 Jalsa Salana Qadian 2006.

Wednesday 31st October 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no. 24
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 152, rec. 24th April 1996.
02:45 Peace Symposium 2007
03:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th March 1995.
05:00 Jalsa Salana Qadian 2006.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 1st February 2004.
08:00 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:45 Tahir Heart Institute
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th April 1995.
10:05 Indonesian Service
11:05 Swahili Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th April 1984.
14:50 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Mubashar Ahmad Kahloon on the topic of the Holy Prophet's (saw) exemplary character.
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:50 Australian Documentary [R]
17:20 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 153, rec. 25th April 1996.
20:30 MTA International Jamaat News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 1st November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 153, rec. 25th April 1996.
02:05 Philosophy of Islam: a talk based on the book, Philosophy of the teachings of Islam, written by the Promised Messiah (as), hosted by Dr Mohyuddin Mirza.
02:30 Hamaari Kaenaat
02:50 Australian documentary
03:15 From the Archives
04:10 Kasauti
04:35 Tahir Heart Institute
05:05 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 19th March 2005.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 5th February 1994.
09:00 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Spain.
10:00 Indonesian Service
11:00 MTA Variety: documentary on the construction of a Mosque in Pakistan.
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 26th October 2007.
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 200, recorded on 8th July 1997.
15:15 Huzoor's Tours [R]
16:22 English Mulaqa'at [R]
17:10 Al Maa'idah
17:30 Moshaa'irah: an evening of poetry
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10 MTA Variety [R]
23:50 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday 19 October, 2007 Issue No. 42

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

پاکستانی مُلّاؤں کے ’مجاہدانہ‘ کارنامے

پاکستان کے ایک بزرگ اہل قلم جناب مرزا ایوب بیگ صاحب نے مُلّاؤں کی ’’ایم ایم اے‘‘ کے ادّعائے نفاذ اسلام کا پوسٹ مارٹم کرتے اور چودہ ماہ کے ’’مجاہدانہ کارناموں‘‘ کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

’’ایم ایم اے جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اسمبلیوں میں داخل ہوئی تھی اس نے چودہ ماہ میں صرف دو ہی کام کئے ہیں یا اسمبلی میں ڈیسک بجائے ہیں یا لچک دکھائی ہے۔عوام نے ان کی لچک کے سوا ابھی تک کچھ نہیں دیکھا۔بڑے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ فریقین نے ذاتی اور گروہی مفادات کو ترجیح دی ہے۔صدر جنرل پرویز مشرف نیشنلسٹ ہونے کے دعویدار ہیں۔کاش انہوں نے ایم ایم اے سے معاہدے کے لئے یہ شرط رکھی ہوتی کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں حکومت کی مدد کرے گی۔کاش انہوں نے یہ شرط رکھی ہوتی کہ لسانی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر نفرت کی جو لہر اس وقت ملک میں ہے ایم ایم اے اس کا قلع قمع کرنے میں حکومت سے تعاون کرے گی۔اور اے کاش ایم ایم اے وردی اتارنے اور پہنانے کے چکر سے نکل کر اور اعتماد کا ووٹ دینے اور نہ دینے پر لعنت بھیج کر اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے مشرف کے معاملات طے کرتی افغانستان اور عراق کے حوالہ سے مشرف حکومت کے امریکہ سے تعاون کو ختم کرنے کو بطور شرط رکھا جاتا تب یہ تاثر ابھرتا کہ ایم ایم اے اسلامی نظام کے حوالے سے سنجیدہ ہے۔مزید برآں یہ کہ امت مسلمہ سے پاکستان کا تعلق جوڑنا اور دشمنان اسلام سے کٹنا ایم ایم اے کے پیش نظر ہے۔لیکن مشرف اپنی پاکستانیت کا محض ڈھنڈورا پیٹتے رہے اور جب وقت آیا تو ساری توانائیاں اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے جھونک دیں اور ایم ایم اے اسلام کے نعرے سے اپنا دل بہلاتی رہی اور عوام کو فریب دیتی رہی اور اس نے ان لوگوں کی بات سچ ثابت کردی کہ انتخابات میں حصہ لینے والی مذہبی جماعتیں اسلام نہیں، اسلام آباد چاہتی ہیں اور سچی بات یہ ہے کہ **اگر مذہبی جماعتیں انتخابات کے چکر سے باہر نہ نکل سکیں تو اسلام آئے گا نہ کبھی اسلام آباد ہاتھ لگے گا**‘‘۔

پاکستانی مُلّاؤں نے قیام پاکستان سے لے کر اب تک اسلام کے نام پر جو تحریکات چلائی ہیں ان کا نقطہ ’’معراج‘‘ نفاذ اسلام کا محض پراپیگنڈہ ہی تھا چنانچہ ان کے خبث باطن اور اقتدار پرستی کا اصل نقاب اب پوری دنیا کے سامنے اٹھ چکا ہے جس سے مخبر صادق ﷺ کی حدیث ’’عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ‘‘(مشکوٰۃ بروایت سیدنا علیؓ کتاب العلم) ایک بار پھر آفتاب عالمتاب کی طرح حقیقت بن کر اجاگر ہو رہی ہے جو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی بے مثال روحانی بصیرت اور حقانیت پر برہان قاطع ہے۔شاعر احمدیت جناب ارشاد احمد شکیب مرحوم آف جیکب آباد سندھ (متوفی 28/دسمبر 1987ء) کی ایک دلگداز نظم کے چند اشعار سنئے۔کس طرح نونہالان جماعت کو موجودہ ماحول کے تقاضوں کے مطابق سرگرم عمل ہونے کی تلقین فرماتے ہیں:

لوح آفاق پہ وہ نقش جمایا جائے
حشر تک جو نہ زمانہ سے مٹایا جائے
جس میں ہر ظالم و جابر کا سفینہ ڈوبے
چشم پُر آب سے وہ سیل بہایا جائے
کوئی سوتا ہو تو پھر اس کو جگائیں بھی شکیبؔ
جاگنے والوں کو کس طرح جگایا جائے

(الفضل 30/ اکتوبر 1989ء صفحہ4)

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 25/ستمبر 2007ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن میں **مکرم سعادت احمد صاحب ابن مکرم سردار بشارت احمد صاحب** مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مکرم سعادت احمد صاحب آف سربٹن (UK) مؤرخہ 21 ستمبر کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم ڈاکٹر سردار رحید احمد صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔الیکٹرانک انجینئر تھے۔تنزانیہ سے ہجرت کرکے یوکے میں آباد ہوئے۔مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب۔

مرحوم مؤرخہ 22 ستمبر کو 55 سال کی عمر میں کراچی میں شہید کر دیئے گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 20 ستمبر کی رات اپنے کلینک سے گاڑی پر ایک جماعتی میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے جارہے تھے کہ راستہ میں انہیں اغوا کرلیا گیا۔تلاش کے باوجود ان کا سراغ نہ مل سکا اور دو دن بعد ان کی لاش ملی۔مرحوم نے افریقہ میں جماعتی ہسپتال میں بطور ڈینٹل سرجن خدمت کی توفیق پائی۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ایک بیٹی مکرمہ ڈاکٹر زاہدہ صاحبہ اس وقت طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(2) مکرم محمد عمر سندھی صاحب مربی سلسلہ

مکرم محمد عمر سندھی صاحب مربی سلسلہ مؤرخہ 20 جون کو 80 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔طالب علمی کے زمانہ میں خود بیعت کی۔حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے وقف زندگی کی تحریک ہوئی تو اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کردیا۔بی اے آنرز کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔1956 میں جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کی اور پاکستان کی مختلف جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔آپ کو ’’احمدیت کا پیغام‘‘ کا سندھی زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔مرحوم مخلص اور نیک انسان تھے۔آپ ہمدرد، شفیق اور بہت پیار کرنے والے وجود تھے۔مرحوم کے پسماندگان میں ان کی بیوہ ہیں۔اولاد کوئی نہیں تھی۔

(3) مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب۔

مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب مؤرخہ 22 ستمبر کو 82 سال کی عمر میں کراچی میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم چوہدری محمد بخش صاحب محلّہ دارالفضل قادیان کے بیٹے اور حضرت چوہدری عطا محمد صاحب صحابیؓ کے داماد تھے۔موصی تھے۔پہلے صدر حلقہ دستگیر اور پھر لمبے عرصہ تک نائب امیر ضلع کراچی کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کے بڑے بھائی تھے۔

(4) مکرمہ امۃ الرشید ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحلیم ظفر صاحب۔

مکرمہ امۃ الرشید ظفر صاحبہ آف دارالرحمت شرقی ربوہ مؤرخہ 17 ستمبر کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ چند ماہ قبل کینسر کی تشخیص ہوئی تو آپ نے نہایت صبر اور بہادری سے بیماری کا مقابلہ کیا مگر آخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔آپ مکرم محمود احمد سعید صاحب حیدرآبادی واقف زندگی کی بیٹی تھیں۔آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔

(5) مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحکیم صاحب

مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ آف جرمنی مؤرخہ 19 جون کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پیدائشی احمدی تھیں۔نماز، روزہ کی پابند۔دعاگو، تہجد گزار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔آپ کو رمضان میں اعتکاف کی توفیق بھی ملتی رہی۔آپ حضرت حافظ محمد صاحب صحابیؓ کی پوتی اور حضرت میاں محمد صاحبؓ کی نواسی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم شیخ محمد شریف صاحب۔

مکرم شیخ محمد شریف صاحب مؤرخہ 13 اگست کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم اوکاڑہ میں سیکرٹری ضیافت رہے۔خدمت خلق کے کاموں میں بڑے شوق سے حصہ لیا کرتے تھے۔آپ مکرم شیخ ابرار احمد صاحب آف لندن کے والد تھے۔موصی تھے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(7) عزیزم فؤاد احمد چوہدری ابن مکرم اشرف علی چوہدری صاحب

عزیزم فؤاد احمد چوہدری مؤرخہ 25/اگست کو 17 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ ایک ڈوبتے ہوئے دوست کو بچاتے ہوئے خود بھی ڈوب گئے اور شہید ہوگئے۔مرحوم نیک خصلت اور خوش مزاج نوجوان تھے آپ مکرم چوہدری فرزند علی صاحب مرحوم کے پوتے اور مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد کے نواسے تھے۔

(8) مکرم سراج الحق صاحب (ابن مکرم چوہدری رکن الدین صاحب نائب امیر کراچی)

مکرم سراج الحق صاحب مؤرخہ 10 جون کو 53 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم جماعتی کاموں میں شوق سے حصہ لیتے اور اپنے والد کے ساتھ مل کر مالی قربانی کرنے کی توفیق پاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین